مواعظ حکیم الامت اور دینی رسائل کی اشاعت کا امین

ماہنامہ الامداد لاہور پاکستان

مدیر مسئول (مولانا) مشرف علی تھانوی

مدیر ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی

جلد ۱۹ | رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ | جون ۲۰۱۸ء | شمارہ ٦

عارفِ ربانی کا سفرِ آخرت

شیخ الحدیث حضرت مولانا مشرف علی تھانوی قدس سرہ

ترتیب وتدوین

(مفتی) محمد منیب صدیقی غفرلہ

زیرِ نگرانی

ڈاکٹر مولانا محمد اشرف علی فاروقی عفی اللہ عنہ

قیمت فی پرچہ = /۴۰ روپے
زر سالانہ = /۴۰۰ روپے

ناشر: (مولانا) مشرّف علی تھانوی
مطبع: ہاشم اینڈ حماد پریس
۱۳/۲۰ ریٹی گن روڈ بلال گنج لاہور
مقام اشاعت
جامعہ دار العلوم الاسلامیہ رجسٹرڈ لاہور پاکستان

ماہنامہ الامداد لاہور
۳۵۴۲۲۲۱۳
۳۵۴۳۳۰۴۹
پتہ دفتر
جامعہ دار العلوم الاسلامیہ رجسٹرڈ
۲۹۱۔ کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الحدیث حضرت مولانا مشرف علی تھانوی قدس سرہ ۱۸ اپریل ۲۰۱۸ء کو سفر عمرہ پر روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ اہلیہ محترمہ چھوٹی بیٹی اور نواسہ منیب سلمہ تھے عمرہ سے فراغت کے بعد مدینہ منورہ میں حاضری ہوئی اور ۳۰ اپریل بروز پیر دو پہر ۲ بجے رحلت فرما گئے ۔ اس اچانک حادثہ سے آپ کے سب ہی متعلقین بہت متأثر ہوئے۔ سب کی خواہش تھی کہ معلوم ہو کہ یہ واقعہ کس طرح پیش آیا۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی صاحب دامت برکاتہم بھی آپ کے غسل دینے اور تجہیز وتکفین میں شریک ہوئے تھے۔اس لیے قاری احمد میاں صاحب تھانوی نے احباب کی خواہش کے پیش نظر حضرت شیخ الاسلام صاحب سے درخواست کی کہ آپ حضرت کے غسل تجہیز وتکفین میں شریک تھے ان کے کچھ احوال قلم بند فرمادیں تو نوازش ہوگی حضرت نے ان کی درخواست کو قبول فرماتے ہوئے نقوش رفتگاں کے عنوان سے ایک مختصر مضمون ارسال فرمادیا۔ عزیزم منیب سلمہ اور اشرف سلمہ نے بھی کچھ مختصر احوال قلم بند کئے سب کو یکجا رسالہ کی شکل میں طبع کیا جارہا ہے تاکہ احباب کو تسلی ہو۔ تفصیلی سوانح ان شاء اللہ عنقریب مرتب کردی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ اس کی تکمیل اسباب فراہم فرمائیں۔

فقط خلیل احمد تھانوی

فہرست

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱........	مکتوب تسکین وتعزیتی پیغام: از فضیلة الشیخ الدکتور حامد اکرم البخاری حفظه الله من مسجد النبوی صلی الله علیه وسلم	۷
۲........	نقوش رفتگاں: بقلم۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ...........	۱۰
۳........	تاثرات و کیفیات: از حضرت مولانا ڈاکٹر اشرف علی فاروقی صاحب........................	۱۶
۴........	صفائی معاملات کا اہتمام............................	۱۸
۵........	مقام تہمت سے بچنے کا اہتمام.....................	۱۹
۶........	مرشد کی تلاش: از ڈاکٹر احسان الرحمٰن صاحب........	۲۰

سفرِ آخرت

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۷........	تمہید..	۲۶
۸........	ابتدائی تعلیم..	۲۷
۹........	اعلیٰ تعلیم..	۲۸
۱۰........	دستار بندی..	۲۸
۱۱........	اجازت سندِ حدیث..................................	۲۹
۱۲........	اصلاحی تعلق...	۳۰
۱۳........	تدریسی خدمات.....................................	۳۱

۱۴........	دارالعلوم کا اہتمام..............................	۳۱
۱۵........	اصلاحی مجالس..................................	۳۲
۱۶........	اسفارحج وعمرہ..................................	۳۲
۱۷........	سفرآخرت.......................................	۳۳
۱۸........	حکمت وتفقہ.....................................	۳۳
۱۹........	اندازِ تربیت.....................................	۳٦
۲۰........	ذکر ووظائف کا معمول...........................	۳۷
۲۱........	مدینہ منورہ روانگی...............................	۳۹
۲۲........	آخری جمعۃ المبارک.............................	۴۲
۲۳........	مسجد قباء کی حاضری............................	۴۳
۲۴........	سانحہ ارتحال.....................................	۴۴
۲۵........	شب برأت میں قیام اللیل........................	۵۱
۲٦........	مدینہ سے عمرہ کا شوق..........................	۵۱
۲۷........	تعزیتی پیغامات...................................	۵۳
۲۸........	دُعا..	۵۴
۲۹........	تواریخ وفات شیخ الحدیث حضرت مولانا مشرف علی تھانوی قدس سرہ..............................	۵۵

مکتوب تسکین وتعزیتی پیغام

فضیلة الشیخ الدکتور حامد اکرم البخاری حفظه الله

من مسجد النبوی صلی الله علیه وسلم

بروفات حسرت آیات شیخ الحدیث عارف باللہ حضرت مولانا مشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

بنام فضیلۃ القراء حضرت ڈاکٹر مولانا قاری احمد میاں تھانوی مدظلہم العالی

مہتمم جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور

شیخ حامد البخاری حفظہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، انا لله وانا الیه راجعون، اللهم اجرنا فی مصیبتنا واخلف لنا خیرا منها .

فضیلۃ الشیخ احمد میاں تھانوی!

اللہ تعالیٰ آپ کی بہتر طریقہ سے تسکین فرمائیں آپ کے اجر میں اضافہ فرمائیں آپ کے مرحوم بھائی پر رحم فرمائیں ان کی مغفرت فرمائیں اورانہیں جنت کے اعلیٰ درجہ جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائیں انہیں جنت کے نیک لوگوں کے ساتھ پیوستہ فرمائیں اوران کی قبرکو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ بنادیں اور قبر میں سوال کے وقت انہیں ثابت قدمی نصیب فرمائیں۔موت بلاشبہ قابل تعزیت ہوتی ہے مگر ماشاء اللہ جس نعت کبریٰ کے ساتھ آپ کے بھائی کی موت ہوئی وہ درحقیقت بجائے تعزیت کے تہنیت کے قابل ہے اللہ تعالیٰ مبارک فرمائیں۔ ہر انسان کے لیے ایک عظیم نعمت خداوندی یہ ہے کہ اسکی موت مدینہ منورہ میں ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مستند طور پر ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ’’تم میں سے جو شخص مدینہ میں موت پا سکے اسے چاہیے کہ وہ یہاں ہی مرے اس لیے کہ یہاں مرنے والے کی میں شفاعت کروں گا‘‘۔

ایک دفعہ حبشہ کے ایک صاحب کا مدینہ منورہ میں انتقال ہوگیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اپنے علاقہ کی زمین وآسمان سے کھینچ کر اس مٹی کی طرف لایا گیا جس سے اس کی تخلیق کی گئی۔

اس مبارک ارشاد کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ شیخ مشرف علی تھانوی اپنی سرزمین سے کھینچ کر اس مٹی کی طرف لائے گئے جس سے آپ کی تخلیق ہوئی، آپ ہند میں پیدا ہوئے اور پاکستان میں آباد رہے لیکن ماشاء اللہ آپ لوٹ کر بقیع کی اس مٹی کی طرف آگئے جس مٹی سے آپ کی تخلیق ہوئی تھی۔ یہ بزرگی کس کو حاصل ہوسکتی ہے؟ کون یہ بلند رتبہ پاسکتا ہے؟ کہ وہ دور دراز کے شہر سے رسول ﷺ کے شہر میں آکر اپنی آخری سانس لے اور آپ کے جوار میں اسکا انتقال ہو اور پھر بقیع میں اس کی تدفین ہو؟ یہ تو محض اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے یہ تو قابل رشک موت ہے میرے محترم یہ ایسی موت ہے جس پر ہم میں سے ہر شخص رشک کرتا ہے اور ہم میں سے ہر شخص اس کی آرزو رکھتا ہے کہ اسے انہی کی طرح موت نصیب ہو یعنی وہ بھی اپنے دور دراز علاقے سے مدینہ آکر آنحضرت ﷺ کے مقدس جوار میں اپنا دم آخر کرے تاکہ اسے آنحضرت ﷺ کا قرب جوار حاصل ہوجائے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے بھائی صاحب کے لیے مبارک فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولانا مشرف علی تھانوی کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی سفارش قبول فرمائیں اور انہیں جنت میں داخل فرمائیں۔ نیز ان کے اہل وعیال اور تمام غمگین اعزہ واحباب کو صبر وتسکین عطا فرمائیں اور ہم سب کو بہتر جزاء وصبر عطا فرمائیں۔ میری طرف سے تمام اہل خاندان اور تمام متعلقین کو یہ خلوص تعزیت پیش کردیں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حامد اکرم البخاری (شیخ الحدیث مسجد نبوی ﷺ)

MUFTI MUHAMMAD TAQI USMANI
Chairman Shariah Council, AAOIFI, Bahrain
Member International Islamic Fiqh Academy, Jeddah
Vice President Jamia Darul-Uloom Karachi - Pakistan

المفتي محمد تقي العثماني
رئيس المجلس الشرعي البحرين
وعضو مجمع الفقه الإسلامي الدولي
ونائب رئيس جامعة دار العلوم كراتشي باكستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گرامی قدر مکرم حضرت مولانا قاری احمد میاں صاحب تھانوی مدظلہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

گرامی نامہ موصول ہونے سے پہلے ہی بندہ البلاغ کیلئے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک مضمون لکھ چکا تھا۔ اسی کی ایک نقل آنجناب کی خدمت میں مرسل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ آنجناب کو اس عظیم امانت کا حق ادا کرنے کی مکمل توفیق عطا فرمائیں، اور غیب سے امداد ونصرت فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

والسلام

۹/ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ

Jamia Darul-Uloom Karachi
Korangi Industrial Area,
Karachi - Pakistan, Post Code : 75180
Phone: (92) (21) 5043192, Fax : (92) (21) 5040234

جامعة دار العلوم كراتشي
كورنجي انڈسٹريل ايريا الرمز البريدي ٧٥١٨٠
كراتشي - باكستان
الهاتف: ٥٠٤٣١٩٢ (٢١) (٩٢) فاكس: ٥٠٤٠٢٣٤ (٢١) (٩٢)

کلماتِ تسکین واحوالِ تدفین

بقلم۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم العالیہ
نائب رئیس جامعہ دارالعلوم کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقوش رفتگاں

حضرت مولانا مشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ

اللہ والوں کے قافلے رفتہ رفتہ اپنے وطن اصلی کو سدھار رہے ہیں۔ ابھی حضرت مولنا محمد سالم قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا صدمہ تازہ تھا کہ ۱۵ شعبان کو حضرت مولانا مشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ اچانک ہم سے بڑے قابلِ رشک طریقے سے رخصت ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میں سعودی عرب کے حساب سے ۱۰ شعبان سے ۱۴ شعبان تک مدینہ منورہ میں تھا۔ اور ۱۴ شعبان کا دن گذار کر ۱۵ شعبان کی رات کو میری واپسی کی پرواز تھی۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ حضرت مولانا مشرف علی تھانوی صاحب بھی مدینہ منورہ میں ہیں۔ اچانک ۱۴ شعبان کی سہ پہر میں میرے پاس میرے داماد مولانا عبداللہ نجیب صاحب کا فون پر پیغام مجھے ملا کہ مولانا مشرف علی تھانوی صاحبؒ کی مدینہ منورہ میں وفات ہوگئی ہے۔ معلوم ہوا کہ ان کی اہلیہ محترمہ اور ایک صاحبزادی اور ایک نواسے منیب صاحب ان کے ساتھ تھے۔ میں نے اپنے داماد سے ان کا سعودی نمبر لیا۔ اور انہیں فون کیا تو انہوں نے بتایا کہ وہ عمرہ سے فارغ ہوکر دو دن قبل مدینہ منورہ پہنچے تھے۔ اور آج نماز ظہر کے وقت انہوں نے غسل کیا اور پھر یک بیک رخصت ہوگئے۔ دل کو ایک دھکّا سا لگا۔ چونکہ آنے والی رات سعودیہ کے حساب سے ۱۵ شعبان کی رات تھی۔ اس لیے میں نے پہلے سے اپنے ایک ساتھی

مولانا منہاج صاحب کے ساتھ یہ طے کیا ہوا تھا کہ عشاء کی نماز کے بعد جنت البقیع میں جائیں گے اور وہاں کے مکینوں کو سلام عرض کر کے اور دعا کر کے واپس آجائیں گے۔ پھر میں ہوائی اڈے کے لیے روانہ ہو جاؤں گا۔

جب مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی خبر ملی، تو دل میں ساتھ ہی یہ آرزو پیدا ہوئی کہ ان کی نماز جنازہ عشاء کے وقت ہو جائے تو ان کی تجہیز و تکفین میں شرکت کی سعادت بھی مل جائے۔ لیکن سعودی عرب میں زائرین کا انتقال ہو تو ان کی تجہیز و تکفین اور تدفین سے پہلے بہت سی قانونی کارروائیاں کرنی پڑتی ہیں، اور وقت اتنا کم تھا کہ ان تمام کاروائیوں سے گزرنا مشکل معلوم ہوتا تھا، اور وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ ان تمام کاروائیوں کی تکمیل عشاء تک ہونا بہت مشکل ہے۔ لیکن دل یہ گواہی دے رہا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مولانا کو مدینہ منورہ میں وفات کی سعادت عطا فرمائی ہے تو انشاء اللہ انہیں لیلۃ البراءۃ میں بقیع کا حصہ بننے کی سعادت بھی ملے گی۔ مولاناؒ کے نواسے سے جو نوعمر نوجوان ہیں۔ برابر رابطہ قائم رہا۔ اور مغرب کی نماز کے بعد معلوم ہوا کہ ابھی وہ ہسپتال میں ہیں۔ اور کاغذی کارروائیاں مکمل ہوگئی ہیں، اور ابھی وہ ان کو لیکر بقیع پہنچیں گے جہاں انہیں غسل دیا جائیگا۔ اور کفن پہنایا جائیگا۔

دوسری طرف میرے بھانجے مولانا امین اشرف سلمہٗ نے یہ انتظام کر رکھا تھا کہ جب نعش بقیع پہنچ جائے تو میں ان کے غسل دینے میں شریک ہوسکوں۔ بقیع کے ساتھ مُردوں کو غسل دینے اور کفن پہنانے کا بڑا قابلِ تعریف انتظام ہے۔ ایک پوری عمارت اس کام کے لیے مخصوص ہے۔ اسمیں میت کے اہل وعیال کے سوا کسی کا داخلہ ممکن نہیں، لیکن عزیزم مولانا امین اشرف صاحب نے کسی طرح انتظام کر کے مجھے غسل کی جگہ پہنچا دیا اور مجھے بھی غسل میں کچھ حصہ لینے کی سعادت حاصل ہوئی۔ وہاں غسل اور کفن دینے والوں سے اتنی تیزی سے سارا کام نمٹایا کہ ہم

جب جنازہ لیکر اسی ادارے کی گاڑی میں روانہ ہوئے، اور ائمہ کے داخلے کی جگہ سے جنازہ رکھ کر اندر پہنچے تو عشاء کی نماز کی آذان ہو رہی تھی۔ مسجد نبوی میں ریاض الجنۃ سے متصل ایک جگہ جنازوں کے رشتہ داروں کے لیے مخصوص رکھی جاتی ہے چنانچہ ہم سب نے اس جگہ نماز ادا کی، اور نماز کے بعد شیخ صلاح بدیر مدظلہم نے جنازے کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد ہم سب جنازہ لیکر جنت البقیع پہنچے۔ جنت البقیع میں قبریں پہلے سے تیار رکھی جاتی ہیں۔ اور غسل دینے کے بعد جنازے پر ایک نمبر ڈال دیا جاتا ہے، اسی نمبر کی قبر میں ہر جنازے کو دفن کیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے کے لیے قبر پہلے ہی سے تیار تھی۔ وہاں انہیں لحد میں اتارا گیا۔ اور تدفین کا عمل مکمل ہوا۔ قبر پر مٹی ڈالنے اور دعائے مغفرت کے فوراً بعد چونکہ میری واپسی کی پرواز کا وقت قریب تھا، اس لیے میں واپس روانہ ہوگیا، اور سوچتا رہا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اس بندے کو کس طرح نوازا کہ پہلے عمرہ کروا کر پاک صاف فرمادیا، پھر مدینہ منورہ میں حضور نبی کریم ﷺ کو سلام عرض کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائی، اور مدینہ منورہ میں وفات اور لیلۃ البراءۃ میں جنت البقیع میں تدفین اس غیر معمولی جلدی کے ساتھ فرمائی کہ اس پر ہر شخص حیران بھی تھا اور رشک بھی کر رہا تھا۔

حضرت مولاناؒ کے گھر والوں نے بتایا کہ وہ بکثرت مدینہ منورہ میں وفات پانے کی خواہش کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ ان کے مجموعۂ کلام ذوقیات میں ان کے یہ شعر بھی موجود ہیں:

یارب ترے حبیب کے ہم بھی ہیں امتی
دو گز زمیں ہمیں بھی عطا کر حرم کے پاس
عارفؔ عطا ہو پھر سے مدینے کی حاضری
کھل جائے جاکے اپنا مقدر حرم کے پاس

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی یہ دعا کس طرح قبول فرمائی۔ اللہ اکبر!

حضرت مولانا مشرف علی تھانی رحمۃ اللہ علیہ کو اکابر علماء واولیاء کے ساتھ بڑی نسبتیں حاصل تھیں۔ وہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ کے اس لحاظ سے نواسے تھے کہ ان کی والدہ حضرت حکیم الامتؒ کی ربیبہ تھیں، اور حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ کی اہلیہ۔ انکی ولادت ربیع الاول ۱۳۵۸ھ ۔ ۱۹۳۹ء میں تھانہ بھون میں اس وقت ہوئی جب حضرت حکیم الامت قدس سرہ حیات تھے اوراس طرح ان کے عمر کے پہلے چار سال حضرت حکیم الامتؒ کی خصوصی شفقتوں کے سائے میں گزرے۔ میری اس وقت سب سے بڑی ہمشیرہ بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ وہ ہمارے والد ماجد (حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدسرہ) کے ساتھ تھانہ بھون میں تھیں، تو حضرت پیرانی صاحبہ نے ان کی تربیت اور شاید امتحان کے لیے ایک بچے کا کرتہ سینے کے لیے دیا، اور انہوں نے سیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ حضرت مفتی جمیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے یعنی مولانا مشرف علی تھانوی صاحبؒ کی ولادت ہونی تھی اور یہ کرتہ ان کے لیے سلوایا گیا تھا۔

نیز ایک مرتبہ حضرتؒ نے ان کے سر پر دستار باندھی، اور یہ فرمایا کہ جب یہ بچہ عالم بنے گا اوراس کے سر پر دستارِ فضیلت باندھی جائیگی تو اس وقت میں نہیں ہوں گا یہ اس لئے ابھی دستار باندھ رہا ہوں۔ ایک بچے کے درخشاں مستقبل کے لیے اس سے بڑھ کر اور کیا بشارت ہوسکتی تھی، اللہ تبارک وتعالیٰ نے انہیں حضرتؒ کی دعاؤں کی برکت سے حافظ، قاری، عالم اور پھر شیخ الحدیث کے منصب پر فائز فرمایا۔ جامعہ اشرفیہ لاہور اور مدرسہ اشرفیہ سکھر میں تعلیم حاصل کی۔ جامعہ اشرفیہ لاہور میں حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے صحیح بخاریؒ پڑھی۔ حضرت مولانا رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ وسلم جامع ترمذی۔ اوراپنے والد ماجد حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ابوداؤد شریف، اور حضرت مولانا عبیداللہ صاحب رحمۃ اللہ

علیہ سے طحاوی شریف اور ۱۹۶۱ء مین درس نظامی کی تکمیل کی اور پھر مدرسہ اشرفیہ سکھر اور جامعہ اشرفیہ لاہور میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء پر ۱۹۴۸ میں لاہور میں ایک ادارہ دارلعلوم الاسلامیہ کے نام سے قائم ہوا تھا جس میں خاص طور پر حفظ اور تجوید وقراء ات کی تعلیم ہوتی تھی اور شیخ القراء حضرت مولانا قاری عبدالما لک صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسی ادارے میں تجوید وقراءت کے استاذ تھے۔۱۹۸۳ء میں حضرت یعنی مولانا مشرف علی صاحبؒ نے اپنے اکابر کے مشورے پر اس ادارے کا انتظام سنبھالا اور شب وروز کی محنت کے بعد اسے ایک عظیم تدریسی و تحقیقی مرکز بنادیا۔

اس ادارے سے درس نظامی کی اعلیٰ تدریس کے ساتھ جس میں حضرت مولانا مشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث کی خدمات انجام دے رہے تھے۔ ایک عظیم تحقیقی کام ''احکام القرآن'' کی تکمیل تھی۔ احکام القرآن کی تالیف حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ نے اپنے خلفاء کے ذریعے شروع کرائی تھی، لیکن اس کے بعض حصے تشنۂ تکمیل تھے۔ اور بعض حصے نظر ثانی اور تبییض کے محتاج ۔ حضرت مولانا مشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا عبدالشکور صاحب ترمذی رحمۃ اللہ علیہ سے تشنۂ تکمیل حصوں کی تکمیل کرائی، اور اپنے برادر عزیز مولانا خلیل احمد تھانوی صاحب مدظلہم سے پرانے اور خستہ حال مسودات کی تبییض کروائی اور اپنے ادارے سے انہیں شائع کروایا اس طرح سے ایک عظیم علمی کام منظر عام پر آیا اور حضرت حکیم الامۃ قدس سرہٗ کی تمنا کی تکمیل ہوئی۔

حضرت مولانا مشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے اصلاحی تعلق حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھول پوری رحمۃ اللہ علیہ سے قائم کیا تھا، پھر ان کی وفات کے بعد سیدی وسندی حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی قدس سرہٗ سے تعلق قائم کیا، اور حضرتؒ نے انہیں

اپنی خلافت بھی عطا فرمائی۔ اور میں نے خود حضرت قدس سرہٗ سے مولانا مشرف صاحبؒ کے بارے میں یہ الفاظ سنے کہ وہ ''جوہر قابل'' ہیں۔

الحمدللہ! ابتدا ہی سے بندہ اور برادر معظم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب مدظلہم سے حضرت مولانا مشرف صاحبؒ کا اخوت ومحبت کا تعلق قائم رہا۔ ایک مرتبہ کسی نے مجھے اطلاع دی کہ مولاناؒ کسی وجہ سے تم سے ناراض ہیں۔ میں نے پہلی ملاقات میں اُن سے اس اطلاع کا ذکر کیا، اور ساتھ ہی یہ عرض کیا کہ مجھ سے اگر کوئی غلطی ہوئی ہے۔ تو میں اس پر معافی چاہتا ہوں، مولاناؒ نے انتہائی محبت کے ساتھ اس اطلاع کی تردید کی، اور فرمایا کہ الحمدللہ آپ سے محبت کا جو تعلق ہے اس میں کبھی کوئی کمی نہیں ہوئی۔ مجھے پچھلے دنوں مثانے کی شدید بیماری لاحق ہوئی، تو مولاناؒ نے میرے لیے تعویذات ارسال فرمائے اور دعاؤں میں شامل رکھا۔

ماشاء اللہ ان کے علمی وتحقیقی کاموں کے ساتھ ان کی تربیتی اور اصلاحی خدمات بھی ان کی اصلاحی مجالس کے ذریعے جاری تھیں جن سے بفضلہٖ تعالیٰ سینکڑوں انسانوں کو فائدہ پہنچا اور ان کی زندگی میں خوشگوار تبدیلی آئی، چنانچہ پنجاب کے علاقے سے جب کوئی مجھ سے کسی مصلح شیخ کے بارے میں پوچھتا تو میں ان کا حوالہ دیا کرتا تھا حضرت مفتی محمد حسن صاحبؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت مفتی جمیل احمد صاحبؒ کی صحبتیں نصیب ہوئی تھیں، اور ان کے واقعات وملفوظات بڑے والہانہ انداز میں سنایا کرتے تھے جن سے سامعین کو بہت نفع ہوتا تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کو مدینہ منورہ کے راستے سے اپنے پاس اس طرح بلایا کہ وہ ہلکے پھلکے دنیا سے رخصت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں مقامات قرب سے نوازیں، اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل اور اجرِ جزیل عطا فرمائیں۔ آمین۔

تاثرات وکیفیات

حضرت مولانا ڈاکٹر اشرف علی فاروقی صاحب

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم ۔ امابعد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَ لَنَبۡلُوَنَّکُمۡ بِشَیۡءٍ مِّنَ الۡخَوۡفِ وَالۡجُوۡعِ وَنَقۡصٍ مِّنَ الۡاَمۡوَالِ وَالۡاَنۡفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِیۡنَ ۝ الَّذِیۡنَ اِذَاۤ اَصَابَتۡہُمۡ مُّصِیۡبَۃٌ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ ۝

میں اپنی اہلیہ اور بچوں کے ہمراہ ملائیشیا گیا ہوا تھا جہاں مجھے اپنی پی ایچ ڈی کی ڈگری ریوارڈ کئے جانے کی تقریب میں شرکت کرنا تھی۔ اپنی پی ایچ ڈی کی تکمیل کی خوشی سے ابھی میں پوری طرح محظوظ بھی نہ ہوسکا تھا کہ اچانک منیب سلمہ کے فون سے یہ خبر مجھ پر بجلی بن کر گری کہ میرے پیارے ابی ہمیں چھوڑ کر اپنے محبوب کے دیار میں خالق حقیقی کے پاس چلے گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک روز قبل ہی تو ابی سے فون پر بات ہوئی تھی اور میں نے انہیں یونیورسٹی میں منعقد ہونے والی تقریب کا حال سنایا اور اپنی ملنے والی سند اور ریوارڈ کی تصاویر واٹ سیپ کی تھیں جنہیں دیکھ کر ابی نے بے انتہا مسرت کا اظہار فرمایا مجھے فون پر بہت مبارک باد دی اور فرمایا کہ تم پاکستان پہنچ جاؤ میں بھی ان شاء اللہ ۳ مئی کو پاکستان پہنچ جاؤں گا پھر میں تمہارے اعزاز میں پورے خاندان کی ایک بہت بڑی دعوت کروں گا جس میں سب بہن بھائیوں ان کے بچوں اور اپنے بچوں کو جمع کروں گا۔ تم نے حلال فوڈ کے اسلامی معیارات میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر کے میرا سر فخر سے بلند کر دیا اللہ تعالیٰ تمہیں دین ودنیا کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے اور اتنی دعائیں دیں کہ جن سے ابی کی خوشی کا اظہار ہو رہا تھا۔

جب مجھے کچھ ہوش آیا اور میرے حواس درست ہوئے تو میں نے منیب سے کہا کہ ابی کی دیرینہ خواہش تھی کہ ان کا انتقال مدینہ میں ہو اور انہیں طیبہ کی مٹی نصیب ہو۔

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

نیز وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ جب کسی کا بھی انتقال ہو تو اسکا اولین حق یہ ہے کہ اس کا جنازہ پڑھ کر جلد دفنانا چاہیئے اس لئے تم ابی کے دفن کا وہیں انتظام کرو، اور کوشش کرو کہ جلد از جلد تمام مراحل مکمل ہو جائیں اور آج ہی رات آپ کی نماز جنازہ مسجد نبوی میں ہو جائے اور تدفین بقیع میں میرے ذہن میں قرآن پاک کی آیت آئی مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔ میرے دل کو سکون ہو گیا کہ میرے والد کی پیدائش اس خمیر سے ہوئی تھی کہ جس سے صحابہ کی پیدائش ہوئی تھی اور وہ اب اس خاک میں مل گئے جس میں ہزاروں صحابہ مدفون ہیں۔ ذٰلك فضل اللّٰه يوتيه من يشاء۔

مدینہ منورہ میں یہ رات شب براءت تھی جس کے بارے میں حدیث میں ہے کہ اللہ پاک ایک منادی مقرر فرماتے ہیں جو اس رات میں نداء دیتا رہتا ہے ألا من مستغفرلی فاغفرله ألا من مسترزق فارزقه ألا مبتلى فأعافيه ألا كذا ألا كذا (ابن ماجه: حديث رقم: ۱۳۸۸) اور جس رات میں بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے بھی زائد لوگوں کی بخشش کی جاتی ہے۔ اس مبارک رات میں ابی کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور مسجد نبوی ﷺ میں ہزاروں لوگوں نے ان کی میت پر نماز پڑھتے ہوئے ان کے حق میں یہ دعاء کی اللھم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا الخ یہ سوچ کر میرے قلب کو کچھ سکون ہوا۔

پاکستان واپسی پر میرے چچا جناب ڈاکٹر خلیل احمد تھانوی دامت برکاتہم

کے شدید اصرار پر کچھ احوال میں نے لکھ دیئے ہیں ورنہ میری کیفیت بیان کی نہیں ہے جو احوال میرے ساتھ پیش آئے ہیں وہ الفاظ میں بیان کرنا انتہائی مشکل ہے مگر ابی کا تذکرہ اب ہمارے دلوں کے سکون کا ذریعہ ہے اور ان کی تعلیم و تربیت کے مطابق زندگی گزارنا ہی ہماری اولین ترجیح و کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں طاقت و استقامت نصیب فرمائے۔

ابی کی زندگی ایسی مثالی تھی کہ تقویٰ، طہارت، عبادت اور زندگی کا ایک ایک پہلو قابل رشک ہے تفصیل تو پھر ان شاء اللہ کسی موقع پر آجائے گی فی الحال ایک دو واقعات ان کی زندگی سے بیان کر دیتا ہوں۔

صفائی معاملات کا اہتمام

ایک مرتبہ چھوٹے بھائی محمد علی کا گاڑی میں کسی کے ساتھ ایکسیڈنٹ ہو گیا اس نے ان کو روک لیا اور نقصان کے ازالہ کے لیے ہرجانے کا دعویٰ کیا تقریباً چالیس ہزار کا نقصان ہوا تھا۔ میں نے حضرت والد صاحب سے پوچھا کہ کیا اس سے ضمان لے لوں؟ حضرت نے فرمایا کیا اس نے جان بوجھ کر ماری ہے یا غلطی سے لگی ہے؟ اس نے کہا کہ غلطی سے لگی ہے لیکن اس کی غلطی تھی اور وہ اس بات کو مان بھی رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا واپس آجاؤ اس کو جانے دو غلطی پر ضمان لینا جائز نہیں ہے۔

اسی طرح میری جیب کٹی تو میں ایس پی سٹی لاہور کے پاس گیا انہوں نے تھانے دار سے پوچھا کہ کیا حل ہے اس کا اس نے کہا کہ جمعرات کو اپنی رقم لے جائیں۔ میں نے والد صاحب کو بتایا تو حضرت نے پوچھا ان سے پوچھو کہ ہمارے ہی پیسے واپس کریں گے یا اپنی طرف سے ادائیگی کرینگے۔ انہوں نے کہا کہ آپ

کے پیسے تو اب واپس ملنا مشکل ہے اب تو ہم اپنے پاس سے ادائیگی کرینگے اس پر حضرت نے رقم لینے سے منع فرمادیا اور فرمایا کہ فقہاء نے اس طرح ضمان لینے کو ناجائز لکھا ہے، اس لیے تم ان کو منع کردو۔

اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے یہاں صفائی معاملات کا بہت اہتمام تھا، عبادات کی کوتاہیوں میں تو پھر بھی اللہ کی رحمت سے معافی کی امید ہے لیکن معاملات کی کوتاہیوں کی پکڑ بہت سخت ہے اسکا بہت اہتمام رکھنا چاہئے۔

مقام تہمت سے بچنے کا اہتمام

حضرت رحمہ اللہ ہر اس کام سے بچنے کی تلقین فرماتے تھے جس میں تہمت کا اندیشہ بھی ہو حدیث میں آیا ہے۔"اتقوا من مواضع التھم" مجھے ذاتی طور پر بکریاں پالنے کا بہت شوق تھا میں نے کئی بار بکری خریدی لیکن دو دن سے زیادہ رکھنے نہیں دی مدرسہ بھجوا کر ذبح کروا دیتے اور فرماتے ہمارے گھر کے باہر پانچ وقت نمازی گزرتے ہیں تم کتنے لوگوں کو وضاحتیں دو گے کہ یہ بکری تمہاری ذاتی ہے مدرسہ کے صدقہ کے مال کی نہیں ہے۔ فرماتے تھے کہ تمہیں جانور پالنے ہیں تو مرغیاں پال لو کبوتر رکھ لو لیکن بکری میں تہمت کا اندیشہ ہے۔ اس لئے یہ نہیں پالنی۔

جتنا سوچتا ہوں غم تازہ ہوتا ہے کہ کیسی عظیم شخصیت ہم سے جدا ہوگئی اور ہم نے قدر نہ کی میں بھی دعا گو ہوں اور آپ حضرات سے بھی دعا کی درخواست ہے کہ اللہ رب العزت ان کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور ہم سب اولاد و متعلقین کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق، ہمت واستقامت دے اور ہماری زندگیوں کو دین کی خدمت کے لیے وقف کردے۔ آمین

مرشد کی تلاش

ڈاکٹر احسان الرحمٰن صاحب
سرجن پروفیسر علامہ اقبال میڈیکل کالج جناح ہسپتال لاہور

میرے ذہن میں ہمیشہ خلفشار رہتا تھا کہ اتنے مختلف قسم کے مسالک اور علماء کے ہوتے ہوئے وہ کون سا راستہ ہوگا جو اللہ پاک کو بہترین پسند ہوگا اور جس پر چل کر میں اللہ تعالیٰ کی بہترین خوشنودی اور نبی کریم ﷺ کا بہترین قرب حاصل کرسکوں گا۔ بالآخر شدید اضطراب اور پریشانی مستقل رہنے لگی۔ میں نے فیصلہ کیا کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے۔ چنانچہ میں نے یہ دعا شروع کی کہ یا اللہ میری رہنمائی فرما کوئی ایسا بندہ مِلا دے، جو مجھے اس راستے پر ڈال دے جو تجھے بہترین پسند ہو۔ میں نے یہ دعا تقریباً پندرہ برس مانگی۔ اس کے بعد تقریباً ڈھائی سال تک جناب رسول مقبول ﷺ کی خواب میں کئی مرتبہ زیارت ہوتی اور ایک شخص مجھے دکھایا جاتا رہا اشارہ اس طرف ہوتا تھا کہ اس سے وابستہ ہو جاؤ۔ میں اس زمانے میں تھانوی خاندان میں صرف مولانا خلیل احمد تھانوی صاحب کو جانتا تھا۔ میں نے ان سے ہر مرتبہ ان خوابوں کا ذکر کیا اور حلیہ بتایا لیکن انکا کبھی بھی مولانا مشرف صاحب کی طرف دھیان نہیں گیا بلکہ میں یہ سمجھتا رہا شاید جو سراپا مجھے دکھایا جاتا ہے مفتی جمیل احمد تھانوی کا ہے چونکہ مفتی صاحب کا ذکر اکثر ہوتا رہتا تھا اور میں نے ان کو کبھی دیکھا ہی نہیں تھا تو میں یہ سمجھتا تھا کہ یہ شخصیت شاید وہ نا ہوں مولانا خلیل احمد تھانوی صاحب سے ذکر کرتا تو وہ ہمیشہ انکار کرتے۔ ایک دن مجھے مولانا خلیل احمد صاحب نے بتایا کہ کل بروز اتوار مدرسہ دارالعلوم الاسلامیہ میں ختم بخاری ہے آپ اس میں شرکت کریں میں نے مدرسہ کا ایڈریس ان سے معلوم کیا اور اگلے دن وہاں پہنچ گیا جب ختم بخاری سے واپس آنے لگا تو جونہی مدرسہ کے گیٹ کی کھڑکی سے باہر نکلا تو مجھے دو یا تین روز قبل دیکھا ہوا وہ تفصیلی خواب یاد آ گیا جو میں نے راولپنڈی تبلیغی جماعت کے ساتھ سہ روزہ کے دوران رات کو دیکھا تھا اس خواب میں مدرسہ دارالعلوم

اسلامیہ کامران بلاک ہی کو دیکھ رہا تھا جو اس سے پہلے میں نے نہیں دیکھا تھا اب جب مدرسہ دیکھا تو یاد آیا کہ یہ تو وہی جگہ ہے جو میں نے خواب میں دیکھی تھی اس جگہ جناب رسول مقبول ﷺ خود موجود تھے ہاتھ میں چھڑی تھی وہ چھڑی کے اشارہ سے لوگوں کو مختلف جگہوں پر بیٹھنے کا اشارہ فرمارہے تھے سامنے سٹیج بنا ہوا تھا اس پر اندازے کے مطابق پانچ سات لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان سب میں سب سے ممتاز مولانا مشرف علی تھانوی صاحب تھے۔ میں جب گاڑی میں بیٹھ کر باہر نکلا تو مجھے خواب میں دیکھا ہوا گیٹ اس کی کھڑکی اور پھر وہ سڑک بھی یاد آ گئی جس کی ایک جانب مکانات اور دوسری جانب کھلے میدان (یونیورسٹی گراونڈ) تھے اس دن میں نے اس عظیم شخصیت کو پہچان لیا جو مجھے گزشتہ اڑھائی سال سے دکھائی جارہی تھی۔

میں نے یہ مکمل واقعہ ڈاکٹر مولانا خلیل احمد تھانوی صاحب کو سنایا وہ مجھے مولانا مشرف علی تھانوی کے پاس لے گئے۔ان سے سارا واقعہ بیان کیا تو ان کے چہرے پر کوئی تغیر دیکھنے میں نہ آیا، کوئی اور ہوتا تو شاید پھولا نہ سماتا۔انہوں نے دو جملے ارشاد فرمائے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ میں سنت پر عمل کرتا ہوں آپ بھی سنت پر عمل کریں۔میری ہفتے میں دو دن مجلس ہوتی ہے۔اس میں سے کسی ایک میں آجایا کریں۔اور خط کے ذریعے اصلاح کروالیا کریں۔ میں نے بیعت کی درخواست کی انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔ ایک مرتبہ دوبارہ ان کے گھر گیا اور درخواست کی انہوں نے کوئی جواسب نہیں دیا اس کے بعد تیسری مرتبہ میں نے خلیل احمد تھانوی صاحب سے خاص طور پر درخواست کی کہ وہ حضرت کو کہیں مجھے بیعت کی سعادت نصیب ہو۔اس مرتبہ مولانا اپنے کمرے میں لائے اور مجھے بیعت فرمایا۔حالانکہ ان کا معمول یہ تھا کہ صرف رمضان المبارک میں ایک ہی دن سب لوگوں کو بیعت فرماتے تھے۔ میں نے کئی مرتبہ عرض کیا کہ چونکہ حضور ﷺ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور جب میں آپ کی مجلس یا بطور خاص کبھی کبھی آپ سے ملنے آتا ہوں تو میرا دل چاہتا ہے کہ روزانہ آپ کے پاس آؤں اور عصر سے مغرب تک آپ کے ساتھ رہوں۔لیکن وہ ہمیشہ فرماتے کہ آپ کا کام بہت ضروری ہے آپ مریضوں پر توجہ

دیں۔ میرے پاس ہفتہ میں ایک مرتبہ (مجلس میں) آجایا کریں مجھے حضرت کے ساتھ ایک مرتبہ عمرہ کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ دومرتبہ جب عمرہ پر گیا تو اتفاقاً وہاں ان سے بھی ملاقات ہوئی اور روزانہ زیادہ وقت ان کے ساتھ گذارتا۔

مولانا کو جب کوئی تکلیف ہوتی تو اکثر ہمیں نہیں بتاتے تھے بلکہ ہر مرتبہ مجھے خلیل احمد تھانوی صاحب ہی بتاتے کہ مولانا بیمار ہیں۔ میں پھر جاتا اور جو علاج مجھ سے متعلق ہوتا تھا وہ بتاتا۔ مولانا ہمیشہ مجھے گیٹ تک چھوڑنے آتے۔ منع کرنے پر بھی نہیں رکتے۔ اگر ہدیہ پیش کرتا تو اکثر انکار فرماتے اور کہتے کہ کم ہونا چاہیے حالانکہ وہ آجکل کے مطابق کوئی زیادہ نہیں ہوتا تھا۔ بہت اصرار کرتا تو کہتے ہر مرتبہ نہیں۔ واپس فرمادیتے۔

میں نے اکثر بہت سارے معمولات رکھے ہوئے تھے۔ تسبیحات، تلاوت اور مختلف اذکار لیکن مولانا ہمیشہ مجھے کہتے کہ کم کرو۔ آخری مرتبہ آخری ملاقات میں، میں نے ذکر کیا کہ یہ اتنا نہ پڑھ لوں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ جزا دیتے ہوئے نہیں تھکیں گے آپ عمل کرتے ہوئے تھک جائیں گے۔ آپ کا کام مریضوں کی دیکھ بھال ہے آپ اس پر زور دیں۔ اپنے معمولات تھوڑے لیکن مستقل رکھیں اس میں زیادہ فائدہ ہوگا۔

حضرت کو حج اور عمرہ پر جانے کا جنون کی حد تک شوق تھا۔ میں نے کہا میں حج پر جانا چاہتا ہوں پیسے ہیں تو صحیح، فرض حج کر چکا ہوں لیکن کچھ ضروری معاملات گھر کے ہیں وہ پورے کروں یا حج پر جاؤں فرمانے لگے مجھ سے یہ نہ پوچھو میں اپنے کپڑے بیچ کر بھی حج کو جانے کو تیار ہوجاتا ہوں۔ مگر آپ ایسا نہ کریں لیکن میں پھر حج پر ہی گیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے واپس آکر تین گنا آمدنی دی اور وہ میری ضروریات سے زیادہ تھے۔ جب سے ان کی وفات ہوئی ایسے لگتا ہے جیسے میں ایک مرتبہ پھر یتیم ہوگیا ہوں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت اقدس کی مغفرت فرمائیں اور ہم متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے نقشِ قدم پر ان کی تعلیمات کے مطابق چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

شیخِ ربانی کا سفرِ آخرت

الحمدللّٰہ وکفی والصلوٰۃ والسلام علی سید المجتبی وآلہ المصطفی۔ اما بعد!

فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

﴿مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ﴾

یہ آیت سورۃ آل عمران کی آیت نمبر۷۹ ہے جس میں اس بات کی وضاحت ہے کہ جب کسی بندۂ خدا کو اللہ رب العزت کوئی منصب عطا کرتے ہیں اور بالخصوص منصب نبوۃ تو اس بندۂ خدا سے یہ امید ہرگز نہیں کی جاسکتی کہ وہ ایک خدا سے انحراف کرے اور امت کو اپنی عبادت کی دعوت دے بلکہ وہ اس امر کا داعی ہوتا ہے کہ تم سب رب والے بن جاؤ۔ تو گویا اللہ رب العزت جب کسی بندے کو کوئی عہدہ یا منصب عطا کرتے ہیں تو وہ بلا شک وشبہ اس کی اہلیت سے واقف ہوتے ہیں۔ دنیا کی کوئی حکومت بھی اگر کسی شخص کو کسی ذمہ داری کے عہدے پر فائز کرتی ہے تو پہلے دو باتوں کا یقین کرلیتی ہے ایک یہ کہ وہ شخص حکومت کی پالیسی کو سمجھنے اور اپنے فرائض انجام دینے کی لیاقت رکھتا ہے یا نہیں؟ دوسرے نمبر پر یہ یقین دہانی بھی کرتی ہے کہ وہ شخص حکومت کے احکام کی تعمیل کرنے اور رعایا کو جادہ وفاداری پر قائم رکھنے کی کہاں تک اہلیت رکھتا ہے۔ البتہ

دنیاوی حکومت کے معاملے میں اس بات کا امکان موجود ہے کہ وہ جذبہ وفاداری کو پرکھنے اور قابلیت کا اندازہ لگانے میں غلطی کر بیٹھے لیکن خداوند قدوس کے یہاں یہ بھی احتمال نہیں۔

امام ابن کثیرؒ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں اللہ کے رسول اور ان رسولوں کی اتباع کرنے والے علماء حق صرف اللہ تعالیٰ کے فرمان اور کلام رسول ﷺ کی تبلیغ کرتے ہیں اور علماء بھی ان کاموں سے روکتے ہیں جن سے انبیاء کرام نے روکا۔ تو انبیاء کرام کی تبلیغ کا مرکز یہی جملہ ہوتا ہے ''کُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ'' اور علماء حق بھی اس جملہ کی تبلیغ کرتے ہیں۔ امام ابن کثیر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے حضرات انبیاء تو خالق ومخلوق کے درمیان سفیر ہوتے ہیں حق رسالت ادا کرتے ہیں اور اللہ کی امانت احتیاط کے ساتھ بندگان رب عالم کو پہنچا دیتے ہیں نہایت بیداری، ہوشیاری، کمال نگرانی اور پوری حفاظت کے ساتھ وہ ساری مخلوق کے خیر خواہ ہوتے ہیں، وہ احکام رب رحمٰن کے پہچاننے والے ہوتے ہیں، رسولوں کی ہدایت تو لوگوں کو ربانی بننے کی ہوتی ہے کہ وہ حکمتوں والے، علم والے، حلم والے بن جائیں، عابد، زاہد متقی اور پارسا ہو جائیں۔

نبی اکرم ﷺ کے اس دنیا سے پردہ فرما جانے کے بعد یہ سب ذمہ داری امت کے علماء پر آ گئی کہ اب وہ اس تبلیغ کو اسی ذمہ داری کے ساتھ نبھائیں جس ذمہ داری سے انبیاء کرام نبھاتے رہے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے ''ان العلماء ورثة الانبیاء'' (ترمذی) اور ''کُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ'' کی تفسیر میں علامہ قاضی ثناء اللہ العثمانی المظہری لکھتے ہیں۔

حضرت علی اور حضرت ابن عباسؓ نے ربانیین کا تفسیری ترجمہ کیا فقہاء علماء، قتادہ نے حکماء، علماء کہا۔ سعید بن جبیرؓ کی روایت میں حضرت ابن عباس کا

قول آیا ہے کہ ربانیین سے مراد ہیں فقہاء معلمین۔ عطاؒ نے ترجمہ کیا باوقار دانشمند علماء جو اللہ کی طرف سے مخلوق کے خیر خواہ ہوں۔ سعید بن جبیرؒ نے کہا باعمل عالم۔ ابوعبیدؒ نے کہا میں نے ایک عالم سے سنا کہ ربانی وہ شخص ہے جو حلال حرام اور امر و نہی کو جانتا ہو امت کے گذشتہ اور آئندہ احوال سے واقف ہو۔ تمام اقوال کا حاصل یہ ہے کہ ربانی اس شخص کو کہتے ہیں جو علم، عمل، اخلاص اور درجات قرب میں خود بھی کامل ہو اور کامل گر بھی ہو ربانی علم کی ترقی اور تکمیل کرتے ہیں اور متعلمین کو تربیت دیتے ہیں بڑے بڑے علوم سے پہلے چھوٹے چھوٹے علوم کی تدریجی تعلیم دیتے ہیں اسی لیے ان کو ربانی کہا جاتا ہے ایک روایت میں حضرت علی کا قول آیا ہے کہ ربانیین وہ لوگ ہیں جو اپنے اعمال سے علم کی تکمیل کرتے ہیں۔

بعض نے کہا ربانی وہ شخص ہے جو رب کی طرف منسوب ہو (اللہ والا) الف نون کو مبالغہ کے لیے زیادہ کردیا گیا ہے (بڑا اللہ والا) جیسے لحیانی بڑی گھنی لمبی داڑھی والا اور رقبانی بڑی موٹی گردن والا اگر مبالغہ مقصود نہ ہو اور صرف لحیہ اور رقبہ کی طرف نسبت کرنی غرض ہو تو لحیی اور رقبی کہا جائے گا۔

حضرت ابن عباسؓ کی جس روز وفات ہوئی تو محمد بن حنفیہ نے فرمایا: اس امت کے ربانی کا انتقال ہو گیا۔ یہ سب تفصیلات یہاں نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو سفر نامہ آپ حضرات کے ہاتھ میں ہے یہ ایک ایسے شیخ ربانی کے سفر کی کارگزاری ہے کہ جو یقیناً ''كُونُوا رَبَّانِيِّين'' کا عملی نمونہ بھی تھا اور آگے اس جملے کا مبلغ بھی، زندگی کو ایسا رب کے راستہ پر لگایا کہ پھر کسی دوسری طرف ذہن نہیں گیا۔ دینی علوم کی تدریس و تبلیغ اور نشر و اشاعت کے لیے زندگی کو وقف کردیا تھا۔ ابتداء اختصار کے ساتھ حضرت رحمہ اللہ کی زندگی کا تعارف کروا کر میں اس آخری سفر کے احوال کی طرف آتا ہوں جن کا بیان یہاں مقصود ہے۔

تمہید

برصغیر پاک وہند میں آکر بسنے والے بہت سے خاندانوں کا نسب حضرات صحابہ کرامؓ سے جاملتا ہے جن مسلمانوں کا سلسلہ نسب خلفائے راشدین سے ملتا ہے وہ شیخ زادگان کہلاتے ہیں اور تھانہ بھون کے شیخ زادگان میں دو خاندان بہت مشہور تھے ایک قاضیوں کا خاندان دوسرا خطیبوں کا خاندان، خطباء کے خاندان سے تعلق رکھنے والے حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانویؒ کا سلسلہ نسب مختلف واسطوں سے خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروقؓ سے ملتا ہے۔

حضرت مفتی صاحبؒ کی شادی ۱۳۴۴ھ میں حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی نوراللہ مرقدہ کی ربیبہ سے ہوئی اور آپ کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ بیٹوں میں سب سے بڑے حضرت مولانا مشرف علی تھانویؒ ہیں جن کے آخری سفر کی یہ داستان آپکے ہاتھ میں ہے۔

کس کو معلوم تھا کہ ربیع الاولیٰ ۱۳۵۸ھ/ ۱۹۳۹ء تھانہ بھون میں پیدا ہونے والا یہ بچہ وقت کا شیخ ربانی اور عارف باللہ ہوگا۔ دراصل یہ حضرت حکیم الامتؒ کی آپ سے نسبت ومحبت و بے انتہاء شفقت کا نتیجہ ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ کو قال اللہ وقال رسول اللہ ﷺ کے لیے منتخب فرمالیا۔ حضرت حکیم الامت کی محبت کا یہ عالم تھا کہ کھانا کھاتے، ناشتہ کرتے وقت تین، چار سال کا یہ بچہ کہیں نظر آجاتا تو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کرلیتے، ایک مرتبہ غالباً جب مولانا چار سال کے تھے، حضرت حکیم الامت ناشتہ کا انتظار فرمارہے تھے کہ مشرف علیؒ سامنے آگئے حضرت نے ساتھ بٹھالیا ساتھ ہی پلنگ پر ایک گوٹہ کا کپڑا پڑا ہوا تھا حضرت حکیم الامتؒ نے اس کپڑے کو مثل پگڑی کے آپ کے سر پر لپیٹنا شروع کردیا جب اہلیہ

صاحبہ ناشتہ لیکر آئیں تو پوچھا آپ یہ کیا کررہے ہیں تو حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ یہ بچہ جب قاری، عالم، فاضل بن کر فارغ ہوگا اور اس کے سر پر دستار فضیلت باندھی جائے گی تو میں نہیں ہوں گا اس لیے ابھی سے دستار باندھ رہا ہوں۔

حضرت حکیم الامتؒ کے ہاتھوں کا یہ اثر ہوا کہ شیخ مشرف علیؒ کو اللہ نے خدمت دین کے لیے قبول کرلیا۔خانقاہ امدادیہ اشرفیہ تھانہ بھون میں حافظ اعجاز صاحب سے ناظرہ قرآن مکمل کرنے کے بعد حافظ نہال صاحب کے پاس تحفیظ قرآن کا آغاز کیا مگر تکمیل ہجرت پاکستان کے بعد قاری رونق علی اور قاری خدا بخش صاحب کے پاس لاہور میں کی۔ باقاعدہ درسی تعلیم کا آغاز ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۴ء میں کیا۔

ابتدائی تعلیم

تکمیل حفظ قرآن کے بعد سالہا سال گنگارام ہسپتال کی مسجد میں تراویح میں قرآن کریم سنایا۔

۱۹۵۴ء/۱۳۷۳ھ میں جامعہ اشرفیہ لاہور میں تعلیم کا آغاز کیا ابتدائی فارسی کریما، تیسیر المبتدی اور صرف ونحو پڑھی، بعد ازاں ۱۹۵۵ء/۱۳۷۴ھ میں اپنے چچا مولانا محمد احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے قائم کردہ مدرسہ اشرفیہ سکھر میں داخل کئے گئے یہاں آپ نے میزان سے شرح جامی تک کتابیں پڑھیں،آپ کے والد ماجد مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اردو، عربی، فارسی تینوں زبانوں میں شعر کہتے تھے آپ کو بھی اپنے والد کی وراثت علمی میں حصہ ملا اور بچپن ہی میں شعر کہنے لگے،آپ کی دونوں بڑی ہمشیرہ اور پھوپھیاں بھی چونکہ شعر وشاعری سے شغف رکھتی تھیں اس لئے آپ کی شعر گوئی کے لئے ماحول بہت ساز گار تھا۔ آپ زمانہ قیام سکھر میں جب اپنی کسی بہن کو خیریت معلوم کرنے کا خط لکھتے تو وہ منظوم ہوتا اور وہاں سے

جواب بھی منظوم ہی آتا تھا۔ بچپن ہی میں آپ نے اپنا تخلص عارف رکھا، جو آج آپ کی ذات پر مکمل طور پر صادق آتا ہے کہ آپ ایک عارف باللہ شیخ وقت تھے اور ایک خلق کثیر آپ کے دامن سے وابستہ ہو کر راہ ہدایت حاصل کرتی رہے۔

اعلیٰ تعلیم

۱۹۵۶ء/۱۳۷۶ھ میں جب آپ نے اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعہ اشرفیہ میں داخلہ لیا تو مدرسہ اشرفیہ سکھر کے لئے یہ شعر لکھ کر بھیجا۔

تھانوی روح عیاں ہے تیری اولادوں میں
خشت اول ہے مشرف تیری بنیادوں میں

جامعہ اشرفیہ میں شرح وقایہ نوالانوار، مختصر المعانی وغیرہ اسباق تجویز ہوئے، پھر جامعہ ہی میں آپ نے دورہ حدیث شریف تک اپنی تعلیم مکمل فرمائی، آپ نے بخاری شریف شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے مسلم شریف اور ترمذی، استاذ الاساتذہ مولانا محمد رسول خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے، ابوداؤد شریف حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اور طحاوی شریف حضرت مولانا عبیداللہ صاحب مہتمم جامعہ اشرفیہ سے پڑھ کر فروری ۱۹۶۱ء/ شعبان ۱۳۸۰ھ میں سند فراغ حاصل کی اسی دوران قراءت وتجوید قاری عبدالعزیز شوقی مرحوم سے پڑھی۔

دستار بندی

تکمیل دورہ حدیث کے موقع پر آپ نے علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کو خط لکھا کہ جامعہ اشرفیہ کا جلسہ تقسیم اسناد ہو رہا ہے۔ میرا دل چاہتا ہے کہ بچپن میں حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے میری دستار بندی فرمائی تھی اب میں فارغ ہوا ہوں تو

آپ میری دستار بندی فرمادیں۔

علامہ ظفر احمد صاحب عثمانیؒ نے جواب لکھا کہ حضرت تھانویؒ نے جب آپ کے سر پر دستار باندھی تھی یہ واقعہ میرے سامنے کا ہے۔ جامعہ اشرفیہ لاہور کے جلسے میں تو میں نہیں آرہا البتہ مدرسہ اشرفیہ سکھر کے جلسہ میں جاؤں گا تم اپنی دستار لیکر وہاں آجانا تو میں تمہاری دستار بندی کردوں گا۔

چنانچہ مولانا کی دستار بندی عشاء کی نماز کے بعد جامعہ اشرفیہ لاہور میں شیخ التفسیر علامہ مولانا محمد رسول خان صاحب اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ صاحب اور دیگر اکابرین کے دست مبارک سے ہوئی جلسہ سے فراغت کے بعد آپ رات ہی کی ٹرین سے سکھر تشریف لے گئے اور جامعہ اشرفیہ سکھر میں جلسہ تقسیم اسناد ودستار بندی میں شریک ہوئے رات کو وہاں جلسہ میں علامہ ظفر احمد عثمانی صاحبؒ نے حضرت تھانویؒ کا واقعہ سنا کر آپ کی دستار بندی فرمائی۔

اجازت سندِ حدیث

تعلیم سے فراغت کے بعد آپ کو یہ شوق پیدا ہوا کہ مختلف اساتذہ حدیث سے روایت حدیث کی خصوصی اجازت حاصل کی جائے چنانچہ اس کے لیے آپ نے ملک و بیرون ملک سفر کئے اور صحاح ستہ کے اوائل وآواخر سنا کر اُس زمانے کے اکابر محدثین سے نقل حدیث کی خصوصی اجازت حاصل کی۔ جن محدثین سے آپ کو خصوصی اجازت حدیث حاصل ہے ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

۱۔　شیخ الحدیث حضرت شاہ عبدالغنیؒ صاحب پھولپوری خلفیہ مجاز حکیم الامت

حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ۔

۲۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاویؒ صدر مدرس دارالعلوم دیوبند۔

۳۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا فخرالدین صاحب امروہیؒ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند۔

۴۔ حضرت شیخ الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ مہتمم دارالعلوم دیوبند۔

۵۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحبؒ شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور

۶۔ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن صاحبؒ استاذ الحدیث جامعہ مظاہر علوم سہارنپور

۷۔ شیخ المحدثین والمفسرین علامہ ظفر احمد عثمانی صاحبؒ ۔ شیخ الحدیث دارالعلوم ٹنڈوالہ یار۔

۸۔ حضرت مولانا فاروق احمد انبیٹھویؒ۔ شیخ الحدیث جامعہ عباسیہ بہاولپور۔

۹۔ حضرت مولانا قاری سلطان مسعودؒ صاحب نواس داماد شیخ الحدیث حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ۔

۱۰۔ شیخ المحدثین حضرت مولانا محمد رسول خان صاحبؒ

۱۱۔ فقیہ العصر شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی صاحب۔ حضرت مولانا مشرف علی تھانویؒ کے والد گرامی۔

اصلاحی تعلق

اپنی اصلاح باطن کے لئے آپ نے حکیم الامت مجدد الملت حضرت

مولانا اشرف علی تھانوی کے خلیفہ اجل مولانا عبدالغنی پھولپوری کا انتخاب کیا اور ان سے اصلاحی تعلق قائم کیا حضرت کے رحلت فرما جانے کے بعد عارف باللہ حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی کے دامن فیض سے وابستہ ہوئے اور حضرت نے آپ کو خلعت خلافت سے سرفراز فرمایا، الحمدللہ حضرت ڈاکٹر صاحب کا یہ سلسلہ فیض آپ کی ذات اقدس سے ملک کے طول وعرض میں جاری رہا۔

تدریسی خدمات

۱۹۶۲ء/ شوال ۱۳۸۱ھ میں آپ نے جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ لاہور میں نائب ناظم کے فرائض سنبھال کر اپنی عملی زندگی کا آغاز کیا اس ادارے میں آپ نے ابتدائی فارسی کتب بھی پڑھائیں چھ ماہ بعد آپ اپنے مادر علمی جامعہ اشرفیہ سکھر تشریف لے گئے اور فارسی وعربی کی ابتدائی کتب پڑھائیں اور بعد ازاں آپ لاہور تشریف لے آئے اور جامعہ اشرفیہ لاہور میں تدریس کا آغاز کیا اس مدرسہ میں تیسیر المبتدی کریما اور میزان سے لیکر ہدایہ اور مشکوٰۃ شریف تک درس نظامی میں پڑھائی جانے والی کتب کئی کئی مرتبہ پڑھائیں جامعہ میں آپ کا یہ سلسلہ درس وتدریس مارچ ۱۹۸۳ء/ جمادی الاول ۱۴۰۳ءتک بحسن وخوبی چلتا رہا۔

دارالعلوم کا اہتمام

اپریل ۱۹۸۳ء/ جمادی الثانی ۱۴۰۳ھ میں شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ حضرت مولانا محمد مالک کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا محمد عبیداللہ صاحب اور مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ کے مشورے سے آپ کو جامعہ کی تدریسی خدمات سے فارغ کر کے جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ کے اہتمام وانتظام کی ذمہ داری سپرد کی۔

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایماء پر ۱۹۴۸ء میں یہ ادارہ قائم ہوا تھا جس

میں حفظ اور تجوید وقراءت کی تعلیم دی جاتی تھی، مولانا مشرف علی صاحبؒ نے شب و روز محنت کرکے اس مدرسہ کو بہت جلد ترقی کی منازل پر گامزن کردیا، اس ادارے میں درس نظامی اور قراءات سبعہ وعشرہ کے ساتھ میٹرک ایف اے تک اسکول کی تعلیم کا بھی اہتمام کیا گیا اور ایک تحقیقی ادارہ بنام ادارہ اشرف التحقیق قائم کیا بحمدللہ یہ تمام شعبے مولانا کے زیراہتمام بحسن وخوبی چلتے رہے اور آج بھی آپؒ کے سکھائے ہوئے نظام وترتیب کے مطابق خدمت دین میں مصروف عمل ہیں اور اس وقت مدرسہ ہذا میں پندرہ سو کے لگ بھگ طلباء زیرتعلیم ہیں۔

اصلاحی مجالس

آپ نے اپنی اصلاحی مجالس کا آغاز ۱۹۸۸ء میں عبدالمقیم صاحب کے گھر باغبان پورہ میں ان کی درخواست پر کیا بعد آزاں حضرت مولانا کے حکم پر عبدالمقیم صاحب نے قریب ہی ایک جگہ لے کر وہاں مدرسہ امدادالعلوم قائم کیا اور یہ سلسلہ مجالس اصلاح وتربیت وہاں منتقل ہوگیا۔ اس مدرسہ کا افتتاح حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی صاحبؒ نے کیا تھا۔ اصلاح وتربیت کا یہ سلسلہ ۲۰۰۰ء تک بحسن وخوبی وہاں چلتا رہا، پھر وہاں سے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ چڑیا گھر کے پاس خانقاہ کی مسجد میں منتقل ہوگیا۔ پھر ۲۰۱۰ء میں حکومت نے سیکورٹی کی وجہ سے وہاں اجتماع کی ممانعت کردی تو یہ سلسلہ شاہ جمال کالونی میں جہانگیر صاحب کے گھر منتقل ہوگیا۔ یوں گذشتہ ۲۶ برس سے آپ کا یہ درس اصلاح وتربیت جاری رہا جس سے ہزاروں افراد فیض یاب ہوچکے ہیں۔

اسفار حج وعمرہ

حج بیت اللہ کا انتہائی شوق تھا اور آخری سفر میں دریافت کرنے پر انتہائی

مسرت کے ساتھ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے بتایا کہ الحمدللہ اب تک ۱۷ حج کئے ہیں اور ۳۳ اسفار عمرہ کے کئے ہیں۔ ان اسفار میں عمرہ تو بہت سے کئے ہیں البتہ اسفار کی کل تعداد ۵۰ ہے۔ ایک ایک سفر میں متعدد عمرے ادا کرتے تھے، مختلف میقاتوں سے احرام باندھ کر عمرہ ادا کرنے کا ذوق تھا کبھی جعرانہ سے، کبھی ذوالحلیفہ سے اس وجہ سے عمروں کی تعداد تو متعین نہیں ہے البتہ سفر کل ۵۰ کئے ہیں جن میں سے ۱۷ مرتبہ حج کے ارادہ سے اور ۳۳ مرتبہ عمرہ کے ارادہ سے نکلے۔

سفر آخرت

اس آخری سفر کا آغاز ۱۸ اپریل ۲۰۱۸ء کی صبح ۸ بجے گھر سے روانگی سے ہوا ارادہ تو عمرہ کا تھا مگر کس کو معلوم تھا کہ یہ سفر عمرہ حضرت کا سفر آخرت ہوگا اور حضرتؒ اس مرتبہ وہیں رہ جائیں گے اور واپس نہیں آئیں گے۔ فلائٹ ۱۱:۲۰ پر تھی مگر حضرت کا مزاج ہمیشہ سے یہ تھا کہ ہر ہر معاملے میں انتہائی احتیاط کا معاملہ کرتے تھے لہٰذا کہتے تھے کہ جلدی نکل جاؤ کچھ دیر بیٹھنا بھی پڑا تو کوئی حرج نہیں۔ ائرپورٹ پر سب کام بہت آسانی سے اور بغیر کسی دقت و پریشانی کے مکمل ہوگئے اور انتظار بھی کچھ نہ کرنا پڑا۔ ائرپورٹ سے احرام باندھا مگر تاکید کی کہ ابھی نیت نہ کرو جہاز میں بیٹھ کر کرنا کیونکہ ابھی سے نیت کرلی تو پابندیاں شروع ہوجائیں گی۔ لہٰذا چادریں باندھ کر ہم جہاز میں بیٹھ گئے اور کچھ سفر کرنے کے بعد حضرت نے عمرہ کی نیت کروائی۔

حکمت وتفقہ

اس میں ایک یہ بھی حکمت ہوتی تھی کہ اگر پرواز منسوخ ہوگئی یا تاخیر ہوگئی تو احرام کی نیت کی وجہ سے مشکل ہوگی اگر کبھی احرام کی نیت کرلی جائے اور اس

کے بعد خدانخواستہ سفر نہ کرسکیں تو فقہی دشواریاں ہوتی ہیں، حدودِ حرم میں دم ذبح کر کے احرام کھول سکتے ہیں مگر اس کے بعد اس کی قضاء واجب ہوجاتی ہے تو حضرتؒ کی نظر وہاں ہوتی تھی جہاں عام انسان تو کجا بعض علماء بھی نہیں پہنچتے۔ اس لیے فرماتے تھے کہ جہاز جب کچھ مسافت طے کرلے اور میقات قریب ہو تو احرام کی نیت کرو۔ اس مرتبہ بہت اہتمام سے سب بچوں کو نواسوں، پوتوں کو غرض تمام اولاد کو جمع کیا اور سب کو کچھ رقم علیحدہ علیحدہ ہدیہ کی اور بڑے اہتمام سے ملاقات کی جیسے گویا معلوم تھا کہ یہ آخری سفر ہے۔

سفر کی تمام تیاریاں حضرت خود بہت شوق سے کرتے تھے اپنی دواؤں کا اہتمام کرتے سفر کے لیے پان وغیرہ ساتھ لے کر جاتے تو اس مرتبہ تمام کام ایسے کیے کہ جیسے انتظام ہی پیر (۳۰ اپریل انتقال والے دن) تک کا کیا ہو۔ دوائیں بھی اتنی ہی ساتھ رکھیں جو انتقال والے دن تک مکمل ہوگئیں گولیوں کے پتے کاٹ کاٹ کر بس اتنی ہی دوائیں ساتھ رکھیں جتنی حضرت نے استعمال فرمائیں یعنی سفر جمعرات ۳ مئی کو مکمل ہونا تھا لیکن دوائیں پیر ۳۰ اپریل تک کی رکھیں۔ شوگر کے لیے انسولین لگاتے تھے تو وہ بھی بالکل محدود مقدار میں رکھی کہ جمعہ ۲۷ اپریل کو میں نے کہا کہ آپ بیس یونٹ لگا رہے ہیں اس حساب سے تو یہ سفر مکمل ہونے سے پہلے ختم ہوجائے گی، تو میرے شدید اصرار پر ۱۶ یونٹ کردیئے ورنہ پیر کے روز وہ بھی ختم ہوجاتی پان کے پتے کچھ اضافی رکھے مگر خدا کی قدرت کے وہاں جا کر وہ خراب ہوگئے اور مجھ سے کہا کہ ڈھونڈ کے کہیں سے پان کے تھوڑے سے پتے لے آؤ میں نے پتا کیے مگر بہت ڈھونڈنے کے بعد تھوڑے سے پتے ملے حضرت کو دکھائے تو کہنے لگے بہت ہیں وہ بھی پیر کے روز صبح مکمل ہوگئے ''وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ

اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا''۔

بہر حال ۱۸ اپریل بدھ کی رات تقریباً ۸ بجے ہم اللہ کے حکم سے مکہ پہنچ گئے میں یہ سوچ رہا تھا کہ سفر کی تھکاوٹ کے سبب حضرت صبح عمرہ ادا کریں گے مگر انہوں نے کہا کہ کھانا کھالو پھر حرم چلتے ہیں ہم لوگ ۱۱ بجے حرم پہنچے یہ پہلی دفعہ تھا کہ حضرت وہیل چیئر پر عمرہ ادا کر رہے تھے اور حضرت اس بات کی کچھ کوفت محسوس کر رہے تھے۔ کیونکہ ساری زندگی کبھی کسی پر اپنا بوجھ نہیں ڈالا حتی کہ اولاد کی راحت کا بھی اتنا خیال کرتے تھے کہ کہیں میری وجہ سے کسی کو دقت نہ ہو۔ پچھلے سال جب ہم عمرہ کے لیے گئے تو میں نے وہیل چیئر منگوا کر کمرے میں رکھ لی مگر حضرت نے وہ استعمال نہیں کی اور کہتے تھے کہ مجھے اچھا نہیں لگتا کہ میں اس پر بیٹھ جاؤں اور کوئی میرا بوجھ اٹھائے۔ لیکن اس مرتبہ کیونکہ مہروں کے درد کی شدید تکلیف کی وجہ سے چلنا بالکل ہی ناممکن ہو گیا تھا اس لیے بادل ناخواستہ وہیل چیئر پر سفر کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے۔ ہم حرم پہنچے تو اللہ رب العزت کا ایسا کرم ہوا کہ حرم میں بالکل ازدحام نہ تھا اور بڑی سہولت سے تیز رفتاری کے ساتھ ہم نے طواف مکمل کر لیا پھر سعی کے لیے گئے تو یوں لگا جیسے اللہ پاک نے زمین سکیڑ دی ہے یا ہمیں طاقت دیدی ہے کہ ادھر صفا سے نکلتے اور ادھر مروہ پر پہنچ جاتے حتی کہ ہر دفعہ کی طرح جو دعاؤں کا معمول تھا وہ دعائیں بھی پوری نہ ہو پاتیں تو حضرت نے کہا کہ کیا چکر ہے یا تو تم وہیل چیئر بہت تیز چلا رہے ہو یا پھر سعودی حکومت نے سعی کی جگہ چھوٹی کر دی ہے میں ہنسا تو کہنے لگے کہ میں صحیح کہہ رہا ہوں ابھی بیس منٹ ہوئے ہیں اور چار چکر ہو بھی گئے۔ حضرت کے اطمینان قلب کے لیے میں تھوڑا آہستہ ہو گیا یہاں تک کہ چالیس منٹ میں سعی مکمل ہو گئی۔ عمرہ کی ادائیگی سے فارغ ہو کر حلق کروا کے ہم

رات ۳۰:۱ پر تقریبا واپس کمرے میں آ گئے حضرت کی طبیعت میں ضعف تھا تو اب کئی سالوں سے معمول یہ تھا کہ ظہر کے لیے کبھی حرم جاتے کبھی نہیں جاتے عصر ہوٹل میں ادا کرتے اور پھر حرم جاتے اور مغرب ادا کر کے وہیں بیٹھتے تلاوت کرتے اور عشاء ادا کر کے واپس ہوٹل آتے فجر کمرے میں ہی ادا کرتے اور فرماتے کہ اللہ کا بے حد احسان ہے کہ اس نے معمول قائم رکھا ہوا ہے اور عمرہ کی سعادت نصیب ہو جاتی ہے باقی حدود حرم میں تو یہ جگہ بھی ہے اس لیے بس ہر نماز کے لیے مسجد جانے کی ہمت نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ بس روزانہ بیت اللہ کی زیارت نصیب کر دیں۔

جمعہ کے روز میرا بڑا بھائی محمد صہیب صدیقی بھی آ گیا مکہ مکرمہ جو قصیم میں مقیم ہے۔ عام طور پر وہاں اس کو عمرہ کی ادائیگی کے لیے تین چھٹیاں ملتی ہیں مگر اس دفعہ اس کو یہ شوق ہوا کہ حضرت کی خدمت کروں گا تو وہ چھ سات چھٹیاں لے کر مکہ آ گیا اور ہمارے ساتھ رہا، ہفتہ کے دن ۲۱ اپریل کو ہم مغرب کی نماز سے فارغ ہوئے تو صہیب نے حضرت کو نفلی طواف کروایا۔

اندازِ تربیت

اتوار کو احمد مسعود رحمت اللہ صاحب کے گھر جانے کا پروگرام تھا میں نے حضرت سے کہا کہ آپ چلے جائیں میں نہیں جاتا میرا کیا کام تو حضرت نے حکماً کوئی بات عرض نہ کی اور بس ایک جملہ ارشاد فرمایا ''وَاْتُوْنِیْ بِاَھْلِکُمْ اَجْمَعِیْنَ'' میں حضرت کا منشا نہیں سمجھا کہ آیا مجھے اجازت دے رہے ہیں نہ جانے کی یا مجھے ساتھ جانا ہوگا۔ تو میں نے دوبارہ دریافت کیا کہ میں چلوں ساتھ یا رک جاؤں تو تفصیلاً ارشاد فرمایا کہ حضرت یوسفؑ نے جب اپنے بھائیوں کو اپنی قمیص دے کر والد

گرامی کی خدمت میں بھیجا تو ساتھ یہ جملہ ارشاد فرمایا ''وَاْتُوْنِیْ بِاَھْلِکُمْ اَجْمَعِیْن ''اور مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت یوسفؑ کو مقصود والد صاحب کی ملاقات تھی مگر قرابت داری کا لحاظ کرتے ہوئے اور دعوت دینے کا ادب سکھلاتے ہوئے فرمایا ''وَاْتُوْنِیْ بِاَھْلِکُمْ اَجْمَعِیْن ''بھائی احمد مسعود سے ہماری قرابت داری ہے اور انہوں نے بھی کہا ہے کہ سب کو لے کر آئیں، اب تمہاری مرضی ہے جانا چاہو تو چلو۔ اس سب تقریر کے بعد میں سمجھ گیا کہ میرے لئے کیا حکم ہے۔

حضرت کا مزاج تھا کہ کبھی کوئی بات حکماً ارشاد نہ فرمایا کرتے تھے بلکہ اپنی رائے ومنشاء کا اظہار کردیتے تھے تاکہ اولاد کو بے جا نافرمانی کا گناہ نہ ہو، ہمیشہ یہی معمول رہا۔

ذکر ووظائف کا معمول

قرآن کریم کی تلاوت اور ذکر ووظائف کثرت سے پڑھا کرتے تھے سفر وحضر میں معمول تھا کہ روزانہ قرآن کریم کی ایک منزل مکمل تلاوت کرتے اور کہتے تھے قرآن پاک کی تلاوت سے میرے تمام کام ہوجاتے ہیں اللہ رب العزت اس تلاوت کی برکت سے تمام حاجات پوری فرماتے ہیں۔

ہمیشہ متعلقین کو ذکر اور وظائف کی تلقین فرماتے تھے چند ہدایات درج ذیل ہیں:

☆ سب سے پہلے تو میری گزارش یہ ہے کہ آپ اپنے شب وروز کی ضروری مصروفیات کے پیش نظر ایک مستحکم نظام الاوقات بنائیے، کیونکہ نظام الاوقات کے مطابق کام کرنے میں بڑی برکت ہوتی ہے۔ تھوڑے وقت میں زیادہ کام ہوجاتا ہے اور اس کی برکت سے مشکل کام بھی آسان ہوجاتے ہیں۔

☆ احکام شرعیہ یعنی اوامر ونواہی پر عمل کرنا تو ہر حال میں فرض وواجب ہے۔

☆ حتی الامکان نماز باجماعت کا اہتمام کیجئے، شرعی عذر کے بغیر مسجد کی جماعت کو ترک کرنے سے احتراز کیجئے اور آدابِ مسجد کا خیال رکھئے۔

☆ روزانہ فجر کی نماز کے بعد ورنہ اپنی سہولت کے مطابق کوئی اور وقت مقرر کر کے تلاوت قرآن کریم کا معمول بنالیجئے اور اس پر پابندی سے عمل کیجئے۔

☆ تلاوتِ قرآن کریم روزانہ ایک پارہ۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو نصف پارہ اگر وہ بھی مشکل ہو تو ایک ربع۔ اس سے کم نہیں اور حتی المقدور تجوید سے تلاوت کا اہتمام کریں۔ اگر کسی روز اتفاق یا عذر کی بناء پر تلاوت قرآن کی فرصت نہ ملے تو دوسو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کی تلافی کرلیا کریں۔

☆ تلاوت کے بعد روزانہ مناجاتِ مقبول ایک منزل ورنہ نصف منزل۔ دعاؤں کے ترجمہ پر بھی نظر رکھیں۔

☆ وضو، غسل، اذان، تکبیر اور نماز کو باقاعدہ سیکھ کر ادا کریں۔

☆ بعد نمازِ فجر اگر ممکن ہو اور فرصت بھی ہو تو اکتالیس (۴۱) مرتبہ سورۂ فاتحہ اول وآخر سات مرتبہ درود شریف پڑھ لیں۔

☆ بعد نمازِ فجر ان تسبیحات کو روزانہ پڑھیں۔

(۱) فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْن ۳۳ مرتبہ

(۲) سَلاَمٌ قَوْلاً مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ۳۳ مرتبہ

(۳) مَا شَاءَ اللّٰهُ لاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰه ۳۳ مرتبہ

(۴) يَا اللّٰهُ يَا رَحْمٰنُ يَارَحِيْمُ ۳۳ مرتبہ

(۵) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْم ایک تسبیح

(۶) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ ایک تسبیح

(۷) اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ ایک تسبیح

(۸) اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ ایک تسبیح

(۹) لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ ایک تسبیح

(۱۰) لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (ہر دس، بارہ مرتبہ کے بعد مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہ)
ایک تسبیح یا دوسو مرتبہ

اس سفر میں مکہ معظّمہ میں بروز پیر ۲۳ اپریل کو ڈاکٹر یوسف صاحب نے حضرت کے لیے گاڑی بھیج دی اور ملاقات کی خواہش کی میں حضرت کے ساتھ ان کے گھر چلا گیا وہاں حضرت نے ڈاکٹر صاحب کے اہل خانہ سے چند وظائف ذکر کیے۔

ڈاکٹر صاحب کے گھر میں یہ مجلس حضرت کی آخری اصلاحی مجلس ہوئی اس کے بعد کوئی باقاعدہ اصلاحی مجلس نہ ہوسکی۔ البتہ حضرت نے تجمل بھائی سے مدینہ منورہ میں اصلاحی گفتگو فرمائی، ساری باتیں تو میرے علم میں نہیں لیکن ایک ملفوظ جو حضرتؒ کی زندگی کا آخری ملفوظ بنا وہ تجمل بھائی نے مجھے بتایا وہ بھی ذکر کردیتا ہوں۔ حضرتؒ نے فرمایا: ''بھائی گناہوں سے گھبرانا نہیں ہے اگر گناہوں سے پاک صاف ہوکر موت آئی تو نظر اپنے اعمال پر ہوگی اور گناہوں کے ساتھ موت آئی تو نظر اللہ کے کرم پر ہوگی جو یقیناً زیادہ محبوب ہے''

مدینہ منورہ روانگی

آخری طواف حضرت نے منگل کے دن یعنی ۲۴ اپریل کو کیا اس کے بعد ۲۵ اپریل بدھ کی صبح تقریباً ۱۰ بجے ہم صہیب کے ساتھ اس کی گاڑی میں مدینہ منورہ کے لیے روانہ ہوئے۔

مدینہ منورہ کے سفر کا اور زیارت کا انتہائی شوق تھا اور عشق رسول ﷺ میں ایسے مستغرق تھے کہ مدینے کے راستے میں میدانوں اور پتھریلے راستوں کو بہت شوق سے دیکھتے رہتے اور گذشتہ سال جب ہم مدینہ منورہ جارہے تھے تو حضرت ان پتھریلے راستوں کو اسی ذوق سے دیکھ رہے تھے تو اچانک ایک عجیب سی کیفیت میں میرے سے کہا دیکھو یہ وہ راستے ہیں جہاں سے نبی اکرم ﷺ پیدل ہجرت کرکے مدینے گئے تھے۔ مدینہ منورہ داخل ہونے سے پہلے کسی محطہ (پٹرول پمپ) پر رک کر وضوء کرتے اور بڑے اہتمام سے درود شریف کے ورد کے ساتھ مدینہ کی حدود میں داخل ہوتے۔

حضرت کے مدینہ سے تعلق ومحبت کا اندازہ حضرت کے اکثر اشعار سے لگایا جاسکتا ہے۔

گزاروں کوچۂ جاناں میں جاکر زندگی اپنی
جوار شہر جاناں میں مجھے بھی کوئی گھر دیدے
غبارِ راہ طیبہ میری آنکھوں کا بنے سرمہ
پئے تسکیں حرم کا سایۂ دیوار ودر دیدے
الٰہی التجا ہے عارفؔ مشتاق طیبہ کی
مجھے پھر حاضری دربار کی بارِ دگر دیدے

عصر اور مغرب کے درمیان میں ہم مدینہ پہنچے مغرب کی نماز کمرے میں ادا کر کے حرم گئے، ہمارا ہوٹل حرم سے کافی فاصلے پر تھا تو حضرت کی طبیعت پر بہت گرانی ہوئی کہ اتنی دور رہائش دیدی عشاء پڑھ کر باہر نکلے تو کہنے لگے کہ تم ایسا کرو کسی قریب کے ہوٹل میں کمرہ پتہ کرو بس ہم ابھی منتقل ہوجاتے ہیں میں نے کمرے کی تبدیلی کے لیے فون کرنے شروع کیے تو کمپنی کے بندہ نے کہا کہ ابھی

آپ کوئی کمرہ خود نہ لیجئے گا میں صبح آپ کو ایک کمرہ دکھاؤں گا اگر وہ مناسب لگے تو ادھر منتقل ہو جائیں۔ قصہ مختصر اگلی صبح کمپنی کے بندہ نے مجھے کمرہ دکھایا جو بالکل حرم کے نزدیک تھا میں نے پوچھا بھائی یہ ہمیں انہیں پیسوں میں کیسے مل جائے گا تو کمپنی کے نمائندہ نے بتایا کہ اتفاقاً اس کمرے کے رہائشیوں کو دو دن سے شوق لگا ہوا ہے کہ ہمیں اُس ہوٹل میں کمرہ دو جس میں آپ ٹھہرے ہوئے ہیں کیونکہ وہ ہوٹل اس سے بڑا بھی ہے اور معیار میں بھی اس سے اچھا ہے تو میں انہیں وہاں منتقل کر دوں گا آپ کو یہاں۔

عام طور پر کبھی ایسا ہوتا نہیں نہ کبھی میں نے کسی سے سنا یہ اپنی نوعیت کا ایک منفرد واقعہ تھا تو جس سے بھی تذکرہ کیا اس نے حیران ہو کر کہا کہ بھائی ان لوگوں نے حرم سے دور رہائش کا کیوں مطالبہ کیا تو میں نے کہا بس اس لیے کیونکہ اللہ رب العزت نے حضرت کو قریب جگہ عطا کرنی تھی۔

اپنا بھی ہو وطن اسی دربار کے قریب
رہتے ہیں اپنے ہادی ورہبر حرم کے پاس

مدینہ میں بھی حضرت کا معمول تھا کہ وہ ظہر کی نماز کے لیے حرم جاتے اور پھر واپس آجاتے اور عصر کی نماز ہوٹل میں ادا کرتے اور پھر مغرب سے کچھ پہلے حرم جاتے مغرب وہاں پڑھ کر وہاں تلاوت کرتے تھے تلاوت کے لیے ایک ہی جگہ متعین تھی نبی کریم ﷺ کی محراب جو کہ ریاض الجنۃ میں ہے اس کے بالکل سامنے سیدھ میں ایک مقام ہے دونوں چھتریوں کے درمیان والے برآمدے میں جس جگہ سے گنبد خضریٰ بھی صاف نظر آتا ہے وہاں حضرت بیٹھ کر تلاوت کرتے۔ اور وہیں بیٹھتے تھے اور عشاء کی نماز پڑھ کر پھر واپسی ہوتی تھی۔

آخری جمعۃ المبارک

۲۷ اپریل کو جمعے کے لیے ہوٹل سے نکلنے میں تاخیر ہوگئی اور ہماری رہائش باب السلام کی جانب گیٹ نمبر ۶ کی سیدھ میں تھی تو ہم مسجد کے صحن میں قبلے کی جانب سے داخل ہوتے تھے اگر رہائش باب الفہد کی طرف ہوتی تو پیچھے کہیں صفوں میں شاید جگہ مل جاتی لیکن قبلہ کی جانب سے جب آئے تو کہیں جگہ نہ ملی اور صف بندی مکمل ہوچکی تھی حضرت نے فرمایا کہ چلو چھت پر چلتے ہیں میں نے وہیل چیئر وہیں کھڑی کی اور ہم سیڑھیوں کی جانب بڑھے اس طرف برقی زینہ بھی نہیں تھا تو ویسے سیڑھیاں چڑھنی تھیں میں پہلے کبھی مسجد نبوی ﷺ میں اوپر کی منزل پر نہیں گیا تھا اور یہ اندازہ بھی نہیں تھا کہ کتنی سیڑھیاں ہونگی اب جو چڑھنا شروع کیا تو سیڑھیاں اتنی طویل کے ہم نوجوان بھی تھک گئے صہیب نے کہا کہ تھوڑی دیر درمیان میں رک جائیں تو حضرت نے کہا نہیں چلو بس اوپر چل کر ایک ہی دفعہ بیٹھیں گے۔ اوپر جا کر چھت پر ہم نے جمعہ ادا کیا واپس آ کے بڑے خوش ہوکر حضرت نے بتایا کہ آج میں نے ایک سو بیس (۱۲۰) سیڑھیاں چڑھیں اور ٹانگوں میں یا کمر میں کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی جبکہ سفر پر روانگی سے قبل کمر کے مہروں کے درد کے سبب چلنا بہت دشوار ہورہا تھا اور وہاں (۱۲۰) سیڑھیاں چڑھ کر تکلیف محسوس نہیں ہوئی یہ فقط حضرت کا شوق اور جذبہ تھا ورنہ طبیعت میں ضعف تو واضح تھا۔ عمرہ کے سفر کے شوق وجذبہ کی وجہ سے طبیعت بہت بہتر ہوجاتی تھی حتی کہ جانے سے پہلے شوگر چیک کی تو ایک سو نوے (۱۹۰) تھی اور وہاں جاکے ایک سو تیس (۱۳۰) ہوگئی۔ نانی نے ازراہ مزاح کہا کہ یہاں آ کر تم تروتازہ ہوجاتے ہو اور پاکستان میں بیمار ہوجاتے ہو تو تم ایسا کرو ہر چھے مہینے بعد یہاں آجایا کرو۔

جمعہ کے دن صہیب واپس چلا گیا اور میری ایک خالہ حضرت کی صاحبزادی جو الجوف میں مقیم ہیں ملاقات کے لیے مدینہ آئی ہوئی تھی وہ ہفتہ کے دن واپس چلی گئیں۔ حضرت بہت خوش تھے کہ سب سے الحمد للہ ملاقات ہوگئی۔اب صرف حضرت کے ایک مرید وخادم خاص تجمل حسین صاحب مدینے میں رہ گئے تھے جو قصیم سے حضرت سے ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔

مسجد قباء کی حاضری

ہفتہ کی شام حضرت نے تجمل بھائی سے کہا کہ اگر کوئی مصروفیت نہ ہو اور سہولت سے جا سکیں تو صبح مسجد قباء چلتے ہیں۔ گذشتہ کئی سالوں سے مدینہ میں زیارات کے لیے نہیں جاتے تھے طبیعت میں ضعف تھا تو کہتے تھے کہ میں نے سب زیارات کی ہیں اور متعدد بار کی ہیں بلکہ بہت سی اہم زیارات جن کو اب حکومت نے ختم کر دیا وہ بھی میری کئی دفعہ کی دیکھی ہوئی ہیں لیکن دو جگہ اب بھی ضرور جاتے تھے ایک مسجد قباء اور دوسرا احد کے مقا پر۔ مسجد قباء کے متعلق فرماتے تھے کہ حدیث میں آتا ہے کہ جو شخص اپنے مکان سے وضوء کر کے مسجد قباء آیا اور دو رکعت نوافل ادا کئے اسے ایک مقبول عمرہ کا ثواب ملے گا۔ تو اس سال بھی بہت شوق سے مسجد قباء گئے اور نوافل ادا کئے تجمل بھائی نے بہت اصرار کیا کہ اور زیارات پر بھی چلتے ہیں مگر حضرت نے منع کر دیا۔

جب آپ مسجد قباء میں داخل ہوں تو جہاں امام صاحب کی جگہ بنی ہوئی ہے اس کے پیچھے دو پلر بنے ہوئے ہیں تو ہر دفعہ بتاتے تھے کہ ان پلروں کے درمیان یہ وہ مقام ہے جہاں قباء کی بنیاد ہوئی تھی اور یہاں وہ آیت نازل ہوئی ''لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ'' یہاں نبی

کریم ﷺ عبادت کیا کرتے تھے تو حضرت بھی نوافل ان دو پلروں کے درمیان پڑھتے تھے، تجمل بھائی آگے چلے گئے تو میں نے بتایا کہ حضرت کا معمول ہے کہ وہ ان دو پلروں کے درمیان نفل پڑھتے ہیں حضرت کئی مرتبہ مجھے یہ قصہ سنا چکے تھے تو وہیں ان دو پلروں کے درمیان نفل ادا کیے پھر وہیں سے ہی واپسی پر کھجوریں خریدیں۔

سانحہ ارتحال

پیر والے دن جس دن حضرت کا انتقال ہوا میں نے حضرت سے پوچھا کہ آپ چلیں گے حرم ظہر کی نماز کے لیے؟ تو کہنے لگے کہ نہیں میں آج نہیں جاؤں گا یہیں ہوٹل میں تلاوت کروں گا تم جاؤ حرم نماز پڑھ کر آجاؤ پھر کھانا کھائیں گے۔ سولھویں سیپارے کی تلاوت کررہے تھے۔ نانی نے کہا کہ تجمل صاحب نے 1 بجے ملنے آنا ہے تو آپ تیار ہوجائیں غسل کرکے کپڑے پہن لیں۔ تاکہ ان کے آنے سے پہلے تیار ہوجائیں۔ تو کہنے لگے کہ بس تلاوت مکمل کرلوں پھر تیار ہوجاتا ہوں۔ سولھویں سیپارے کی تلاوت مکمل کی اور غسل کے لیے تشریف لے جانے لگے نانی کپڑے استری کرنے لگیں تو حضرت نے فرمایا یہ کن چکروں میں لگ جاتی ہو حدیث میں آتا ہے کہ اس دنیا میں ایسے زندگی گزارو جیسے مسافر ہوتا ہے۔ پھر غسل کیا کپڑے تبدیل کیے اور بڑے اطمینان سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد پتہ لگا کہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ مرغ روح قفس عنصری سے نکل کر آشیانہ قدس میں پہنچ گیا انا للّٰہ وانا الیه راجعون۔

جب میں نماز پڑھ کر واپس آیا تو بعض نے کہا کہ نبض چل رہی ہے واللہ اعلم کہ چل رہی تھی کہ نہیں کیونکہ میں تو حضرت کو ایسے دیکھ کر کانپ رہا تھا اور

پریشان تھا میں نے اور تجمل صاحب نے حضرت کو بیڈ پر لٹایا اور ایمبولنس کو فون کیا اور ایمبولنس کوئی بیس یا پچیس منٹ بعد آئی انہوں نے ایک منٹ میں چیک کر کے کہا کہ حضرت اللہ کو پیارے ہو گئے ہیں۔اس کے بعد کوئی کہہ رہا ہے کہ تدفین میں دو دن لگیں گے یا تین دن لگے گے کیونکہ مجھے نہیں پتہ تھا کہ یہاں کا کیا قانون ہے اور وہاں فوراً پولیس والا آ گیا تھا اور اس نے مجھے آ کر کہا کہ ان کا پاسپورٹ دو تو میں نے فوراً دے دیا مجھے وہاں کے قانون کا بالکل نہیں پتہ تھا اور وہ پاسپورٹ لے کر چلا گیا اور کوئی پتہ نہیں وہ کہاں گیا۔اس کے بعد لوگوں نے کہا جس قدر آپ سفارشات کرالیں بارہ یا چودہ گھنٹے معمول کی بات ہے اتنا ٹائم لگ جائے گا۔لیکن میری خواہش یہ تھی کہ جنازہ یا تو مغرب میں ہو جائے یا عشاء میں۔مغرب میں تو ممکن نہ تھا کیونکہ 4:30pm پر سرکاری گاڑی حضرت کے جسد خاکی کو لینے آئی اور جس ہسپتال میں وہ لے کر جاتے ہیں وہ آدھے گھنٹے کی مسافت پر ہے۔جب وہ حضرت کی میت کو لے گئے تب کاغذی کاروائی شروع ہوئی ہے۔اس کے بعد میں جس دفتر میں گیا وہاں ایسا تھا کہ سب کچھ پہلے سے ہی تیار ہے۔سب سے پہلے میں پاکستان ہاؤس گیا انھوں نے کہا کہ آپ وہاں جائیں مستشفی (Hospital) وہاں سے اشعار وفات (DeathCertificate) بنے گا وہ بنوا لائیں۔جب میں وہاں گیا تو میں نے اسے کہا آپ کے پاس مشرف علی تھانویؒ کی میت آئی ہے اس کا اشعار وفات بنا دیں تو اس نے کہاں کہ میں آپ کے انتظار میں ہی تھا کیونکہ مجھے نہیں معلوم کہ تھانوی لکھتے کیسے ہیں آپ یہ بتا دیں میں آپ کو تھانوی لکھ کر اور اس پر مہر وغیرہ لگا کر دے دوں میں نے ٹشو پر لفظ تھانوی لکھ کر بتایا اس نے میرے سے حضرت کے پاسپورٹ کی کاپی لی اور مجھے اشعار وفات پر مہر وغیرہ لگا کر دے دیا۔وہ لے کر میں واپس پاکستان ہاؤس آیا۔بعض لوگ یہ کہہ

رہے تھے کہ پاکستان سے ورثاء کچھ قانونی کاغذ بنا کر بھیجیں گے جس پر یہ لکھا ہوگا کہ ہم منیب کو اپنی طرف سے کفیل بناتے ہیں کہ وہاں تدفین کردی جائے۔ اور پاکستان ایمبیسی کو بھی کوئی اعتراض نہیں پھر وہاں سے ایک این اوسی (NOC) جاری ہوتا ہے یہاں تدفین کے لیے۔ لیکن انہوں نے مجھ سے اس قسم کا کوئی کاغذ نہیں مانگا۔ جب میں واپس پاکستان ہاؤس پہنچا تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کے کاغذ پاسپورٹ وغیرہ سکین کر کے جدہ کونصلیٹ بھجوا دیے ہیں اب صرف وہ اشعار وفات (Death Certificate) چاہیے اور انہوں نے وہ میرے سے لیا اور اس کی تصویر کھینچ کر وہ بھی جدہ کونصلیٹ والوں کو واٹس ایپ کردی۔ اور اس کے پندرہ منٹ کے اندر این اوسی (NOC) جاری ہوگیا۔ میں نے وہ کاغذ وہاں سے لیا اور اس کے بعد مجھے کمپنی کے دفتر جانا تھا جس کے ذریعے ہم وہاں گئے تھے۔ میں جب وہاں پہنچا تو اس کمپنی کے مدیر نے مجھے اندر بلالیا اور اس نے بھی پہلے ہی سے کاغذ تیار کیے ہوئے تھے اور اس نے پرنٹ نکالا اور مجھے کہا کہ میرے ساتھ آجاؤ اور پولیس والوں کے سامنے آپ نے کچھ نہیں بولنا بس میں ہی سب کچھ سنبھال لوں گا میں نے اس سے کہا کہ میری خواہش ہے کہ عشاء کی نماز میں جنازہ ہو جائے تو اس نے کہا کہ انشاء اللہ عشاء کی نماز میں ہی جنازہ ہوگا۔ اس وقت 6:30 بج رہے تھے تقریباً مغرب ہونے والی تھی۔ میں نے کہا لگ نہیں رہا کہ یہ ممکن ہے کیونکہ ابھی ٹائم بہت کم ہے یہ سب کاروائی کرنے کے بعد اگر ہم 7:30 پر بھی مستشفی (Hospital) سے نکل گئے تو ہمیں حرم جاتے ہوئے 30 منٹ لگ جائیں گے۔ اور حرم کا قانون یہ ہے کہ اگر میت 40 منٹ پہلے آجائے تو میت کو غسل، کفن دیا جائے گا اور جنازہ ہوگا۔ نہیں تو اگلی نماز میں ہوگا۔ تو دل میں خواہش یہ تھی کہ اگر اللہ نے ہمیں اتنی سعادت نصیب کی ہے کہ مدینے، حرم جیسی عظیم زمین

نصیب کی ہے تو اس کے ساتھ پندرہویں شب بھی نصیب ہوجائے ۔اور جنازہ عشاء کی نماز کے بعد ہی ہو ۔حضرت مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم بھی اتفاق سے وہاں موجود تھے ۔ حضرت مفتی صاحب کا میرے پاس فون آیا کہ تم کہاں ہو مجھے بتاؤ میں تمہارے پاس آجاؤں تم اکیلے ہو گھبرانا نہیں ہے۔ میں نے کہا کہ میں تو دفتروں کے چکر کاٹ رہا ہوں مجھے خود نہیں پتا کہ کیا ہونا ہے۔ انھوں نے کہا کہ میری رات کی واپسی ہے اگر عشاء کی نماز کے بعد جنازہ ہو تو میں غسل ،تدفین میں شامل ہوجاؤں ۔ میں نے کہا کہ حضرت ابھی تو میں کچھ کہہ نہیں سکتا لیکن میری کوشش یہ ہی ہے کہ عشاء کی نماز میں جنازہ ہوجائے ۔تو مفتی تقی عثمانی صاحب نے کہا کہ چلو مجھے بتاتے رہنا اور میں کسی کو کہہ دوں کوئی سفارش وغیرہ کردوں؟ تو میں نے کہا کہ ابھی تو ضرورت نہیں میں جہاں جاتا ہوں کاغذ پہلے ہی تیار ہوتے ہیں ۔تو مفتی صاحب کہنے لگے چلو ٹھیک ہے پھر میں رابطے میں ہوں۔ اس کے بعد وہ مستقل میرے سے رابطے میں رہے۔ بہرحال میں مدیر کے ساتھ پولیس کے تھانے گیا اور وہاں سے پولیس تھانے سے اجازت نامہ بنا تھا کہ حرم میں جنازہ ہو اور جنت البقیع میں تدفین ہو۔تو اس مدیر نے خود ہی جلدی سے سب کچھ جو بھی ضروری کاغذات بننے تھے وہاں سے بنوائے اور ہم پھر ہسپتال کی طرف روانہ ہوگئے۔ بعض لوگ کہہ رہے تھے کہ ہسپتال سے میت آسانی سے نہیں ملتی وہ پوسٹ مارٹم کرتے ہیں اور آپ کو کافی دیر لگ جائے گی وہاں ۔وہ دواؤں کی تفصیلات مانگیں گے کہ کون کون سی ادویات استعمال کررہے تھے کہیں کسی دوا کے اثر سے تو نہیں کچھ نقصان ہوا اور بیسیوں قسم کے سوالات کا قوی امکان تھا لیکن جب ہم وہاں گئے تو اس مدیر نے ایک عربی کو سارے کاغذات دکھائے اور ایک بنگالی وہاں جو کام کررہا تھا اس نے مجھے کہا کہ تم آکر شناخت کرو، انہوں نے ابھی

حضرت کو کولڈ روم میں نہیں رکھا تھا باہر جو درازیں بنائی ہوئی تھیں ان میں رکھا ہوا تھا اس نے دراز کھولی اور چہرہ دکھایا میں نے کہا ہاں یہ ہی ہیں اس نے کہا لے کر جاؤ گے یا یہاں ہی رکھو گے میں نے کہا جی ابھی لے کر جائیں گے۔بس وہاں ساری کاغذی کاروائی مکمل ہوگئی ان لوگوں نے کوئی سوال نہیں کیا جیسے گویا ان کو کوئی اوپر سے آرڈر آیا ہوا ہے کہ ان کو تنگ نہیں کرنا۔ اس کے بعد فوراً ایمبولنس ہسپتال کے باہر لگ گئی ۔اور 7:35pm پر ہم حضرت کی میت کو لے کر ہسپتال سے نکل آئے تھے ۔قانونی طور پر کوئی بھی رشتہ دار ایمبولنس میں نہیں بیٹھ سکتا میں جب بیٹھنے لگا تو انہوں نے مجھے منع کر دیا لیکن پھر مجھے بلا کر پوچھا کہ تمہارے کیا لگتے ہیں تو میں نے کہا کہ میرے نانا جی ہیں ۔تب ڈرائیور نے مجھے اپنے ساتھ بیٹھنے کو کہا اور میں ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ گیا۔ مجھے یہ اندیشہ تھا کہ اگر میں دوسری گاڑی میں بیٹھ گیا اور یہ لوگ پہلے پہنچ گئے تو یہ تو غسل دے کر فارغ ہو جائیں گے۔اور مجھے جو یہ سعادت نصیب ہوسکتی تھی وہ میرے ہاتھ سے نکل جائے گی ۔تو اللہ رب العزت نے ایسا انتظام کیا کہ اس کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ اس نے مجھے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔

بہرحال ہم حرم کی طرف چلے کوئی بیس یا پچیس منٹ کا سفر تھا۔ میں نے مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم کو فون کر دیا کہ ہم حرم کی طرف آرہے ہیں آپ گیٹ نمبر 1 پر پہنچ جائے ۔گیٹ نمبر 1 کے بالکل سامنے غسل دینے والوں کا دفتر ہے حضرت مفتی صاحب بھی وہاں آگئے ۔تو وہاں بھی ایک تعلق والے مل گئے جنہوں نے ہمارے غسل میں شریک ہونے کی درخواست کردی ورنہ وہاں شاید ورثاء کو غسل میں شرکت کی اجازت نہیں ہوتی تقریباً چھ،سات افراد ایسے تھے جو مستقل میرے ساتھ رابطے میں تھے کہ آپ کے کام ہم کروادیں گے وہ کون لوگ تھے ان میں سے اکثر کو میں نہیں جانتا تھا کوئی مجھے کہہ رہا کہ مجھے فلاں صاحب نے بھیجا ہے کوئی

کہہ رہا ہے کہ مجھے فلاں کمپنی نے بھیجا ہے اور میں آپ کا ہر کام کروادوں گا۔ میں یہاں آپ کے پاس موجود ہوں گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ میں ان میں سے کئی لوگوں کو نہیں جانتا تھا۔ میں نے انہیں کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ کوئی کام نہیں رکا پھر بھی وہ لوگ میرے پیچھے پیچھے تھے۔ اور مبارک صاحب اللہ ان کو جزاء خیر دے وہ میرے پیچھے گاڑی میں تھے جہاں میں جاتا وہ پیچھے پیچھے آتے میں نے انھیں کہا آپ ہوٹل میں میرا انتظار کرلیں، لیکن وہ کہنے لگے کہ نہیں اگر کوئی رکاوٹ پیش آئی تو فوراً ہم پھر اپنا اثر ورسوخ استعمال کریں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بہت سہولت اور تیزی کے ساتھ سارے کام کروائے۔ پھر جب ہم غسل خانے پر پہنچے تو مفتی تقی عثمانی صاحب پہلے سے وہاں موجود تھے۔ ہم حضرت کی میت کو لے کر اندر گئے۔ وہاں پر ورثاء کو اندر جانے کی اجازت نہیں ہوتی۔ لیکن انھوں نے ہمیں نہیں روکا۔ اور میں، مفتی تقی عثمانی صاحب، اور تجمل صاحب جو کہ حضرت کے مرید ہیں ہم تینوں اندر گئے اور ہم نے غسل دیا مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے پانی ڈالا اور ہم نے حضرت کو غسل دینے کی سعادت حاصل کی۔ اور کفن دیا۔ کوئی 8:05 پر ہم حرم میں موجود تھے اور 8:20 پر عشاء کی نماز ہونی تھی پھر عشاء کی جماعت ہوئی اور جنازہ ہوا۔ اور مفتی تقی عثمانی صاحب کی فلائٹ غالباً 11:00 بجے تھی وہ میرے ساتھ ساتھ رہے تدفین کروائی دعا کر کے پھر وہ ائیر پورٹ کی طرف گئے اللہ کا شکر ہے سب کام بہت آسانی سے ہو گئے۔

حضرتؒ جہاں تلاوت کے لیے بیٹھتے تھے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محراب کی سیدھ میں ہے اور وہاں سے گنبد خضریٰ نظر آتا تھا تو وہ جگہ حضرتؒ نے متعین کی ہوئی تھی کہ یہیں بیٹھ کر تلاوت کرنی ہے۔ اب جس جگہ مدفون ہیں وہ جگہ ایسی ہے کہ اگر گنبد خضریٰ کی طرف دیکھیں تو بیچ میں نہ کوئی چھتری ہے نہ کوئی مینار

ہے ۔ درمیان میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے ۔ آپ اس جگہ پر کھڑے ہوں تو پیچھے کی طرف یعنی حضرت کی قبر کی طرف پیٹھ کرلیں تو سامنے چوتھے احاطے میں حضرت عثمان غنیؓ کی قبر ہے ۔ اوردائیں ہاتھ پر گنبد خضریٰ کی طرف دیکھیں تو سامنے گنبد خضریٰ صاف نظر آتا ہے بغیر کسی رکاوٹ کے ۔تو اللہ تعالیٰ نے ایسی جگہ نصیب کی ۔

مجھے ہوٹل والا کہنے لگا کہ یہ دھیان رکھنا کہ پولیس والے تصریح الدفن جنت البقیع کا بنائے ۔بعض دفعہ پاکستانیوں کا تصریح الدفن طریق الہجرۃ پر کوئی مدفن ہے وہاں کا بنادیتے ہیں میں نے مدیر سے یہ بات کہی لیکن اس نے کہا کہ میں خود کرلوں گا ان شاء اللہ جنت البقیع ہی مدفن ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں ڈالا اور اس نے سب کام بہت سرعت سے کروائے ۔ اللہ تعالیٰ اسے جزائے خیر عطاء کرے ۔

پہلے تو جب انتقال ہوا تو مجھے لگا کہ میرے اندر اتنا تحمل نہیں ہے ۔ ظاہر ہے میں نے کبھی یہ سوچا نہیں تھا کہ یہ سب ہوگا ۔ یہ سب کام بڑوں نے کرنے تھے۔ اگر یہاں یہ معاملہ ہوتا تو یہ بوجھ ان لوگوں نے اٹھانا تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے میرے سے یہ کام لینا تھا۔ بہرحال اللہ تعالیٰ نے صبر دیا اوراتنی ہمت دی کہ میں یہ سب کرسکوں ۔

غسل کے بعد بھی تجمل بھائی نے کہا کہ کفن کو وہ عطر لگا دیا جائے جو حضرت لگاتے تھے تو مفتی تقی عثمانی صاحب نے منع کردیا اور کہا کہ وہ کام کرو جو سنت کے مطابق ہے بس کافور لگا دیا کافی ہے ۔تو اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام کیا کہ مفتی صاحب کی موجودگی میں ایک تقویت مل گئی اور ہمیں بھی اطمینان ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی سرپرستی میں سارے کام کروائے جب ہم غسل کے لیے اندر جانے لگے تو ہمارے ساتھ جو پاکستانی تھے انھوں نے عربی کو بتایا کہ یہ مفتی تقی عثمانی

صاحب پاکستان میں بہت بڑے عالم دین ہیں۔تو مفتی تقی عثمانی صاحب نے فرمایا کہ یہ میرے لیے سعادت کی بات ہے کہ حضرتؒ کو میں غسل دے رہا ہوں یہ بہت متقی اور پرہیز گار عالم دین ہیں میرے لیے سعادت ہے کہ میں ان کی خدمت کرر ہا ہوں۔

مفتی صاحب کی شفقت ہے ان کی مہربانی ہے کہ انہوں نے بہت رہنمائی کی اور اپنی اولاد کی طرح میرے ساتھ شفقت والا معاملہ کیا۔

شب براءت میں قیام اللیل

مکہ مکرمہ میں ہم بیٹھے ہوئے تھے تو ہمارے ایک عزیز آئے ملنے اور انہوں نے پوچھا کہ حضرت واپسی کب ہے آپ کی؟ تو کہنے لگے کہ 3 مئی کو واپسی ہے تو عزیز کہنے لگے پھر تو اس کا مطلب ہے آپ کو شب براءت مدینہ منورہ میں ملے گی اور حدیث میں آتا ہے کہ اس کی رات میں قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو۔تو آپ یقیناً رات کا قیام حرم میں ہی فرمائیں گے۔تو مسکرانے لگے۔میرے بھی ذہن میں یہ بات آئی کہ حضرت کو پیشاب کا عارضہ تھا جس کی وجہ سے ڈیڑھ یا دو گھنٹے سے زیادہ تحمل نہیں تھا اس سے زیادہ نہیں بیٹھ سکتے تھے حرم میں،تو ہنسنے لگے اور کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو حرم میں ہی رات کا قیام ہو گا اللہ تعالیٰ نے آپ کی مراد پوری کی اور رات کا قیام حرم ہی میں کروایا۔

مدینہ سے عمرہ کا شوق

متعدد لوگوں نے پیر کے دن عشاء کے بعد جو نماز جنازہ پڑھا اس کے بعد منگل والے دن وہاں سے ذوالحلیفہ سے احرام باندھ کر حضرت کی طرف سے عمرہ کیا پچھلے سال جب سفر پر گئے تو تب بھی ترتیب یہی تھی کہ مدینہ منورہ سے

پاکستان واپسی ہوجائے گی، تو حضرت کی طبیعت پہ یہ بوجھ تھا کہ ایک سنت عمرہ ذوالحلیفہ سے جو عمرہ ہے وہ ہمیں نہیں ملے گا طبیعت پہ بوجھ سا تھا کہ اتنی بڑی سعادت ہے ہم اس سے محروم رہ جائیں گے، حضرت کے چھوٹے صاحبزادے میرے ماموں محمد علی فاروقی ساتھ تھے انہوں نے مجھ سے کہا ہم کوشش کرتے ہیں حضرت کو منا لیتے ہیں اور ہم لے چلیں گے ان شاء اللہ کوئی مسئلہ نہیں ہے ٹیکسی کرتے ہیں اور ہم جائیں گے، رات کو نکلیں گے یہاں سے سفر کرکے جائیں گے صبح تک ہمارا عمرہ پورا ہوجائے گا، نماز کے بعد ہم واپس مدینہ منورہ آجائیں گے، بڑی مشکل سے حضرت کو منایا مان نہیں رہے تھے کہ اتنا خرچہ کروگے تم لوگ تھکاوٹ ہوجائے گی بہت مشکل ہوجائے گا، لیکن بہرحال پھر مان گئے پھر سب گاڑیوں پر وہاں گئے مدینہ منورہ سے مکہ اور عمرہ کیا عمرہ کرکے واپس آگئے تو اس مرتبہ حضرت کی طرف سے کتنے ہی لوگوں نے مجھے فون کرکے کہا کہ جی ہم نے مدینہ سے واپس آتے ہوئے حضرت کے لیے عمرہ کیا بہت سارے شاگرد یہاں سے عمرہ کے لیے گئے ہوئے تھے، حفظ کے ہمارے یہاں استاد ہیں قاری فیصل صاحب وہاں تھے، قاری عبداللطیف صاحب وہاں موجود تھے، اور کتنے ساتھی وہاں تھے جنہوں نے اب واپسی پر حضرت کے لیے عمرہ کیا۔

اس دارِ فانی سے کوچ کرنے سے قبل حضرت نے اپنے تمام کام مکمل کئے اور معمول کے مطابق اپنے تمام شوق بھی پورے کئے قباء کے قریب مارکیٹ سے کھجوریں خریدیں اور اتوار کی شام مغرب کے بعد کہنے لگے کہ عشاء کی نماز کے بعد باب الفہد سے نکلیں گے مجھے وہاں سے عطر خریدنے ہیں بس یہ میرا آخری کام رہ گیا ہے۔ عطر وغیرہ کی خرید وفروخت سے فارغ ہوکر واپس کمرے میں آئے تو خود ہی اپنا سامان بند کرنا شروع کردیا میں نے کہا کہ آپ ابھی رہنے دیں میں کردوں گا

اور کھجوریں ایک ساتھ پیک کردوں گا تو کہنے لگے کہ تم تو لالچی انسان ہو خریداری ہی نہیں ختم ہوتی تمہاری، میں اپنا سامان پیک کردوں تاکہ میرا اطمینان ہو جائے۔

گویا حضرتؒ اپنا سامان تک خود پیک کر کے گئے وہ بھی انہوں نے کسی پر بوجھ نہیں بننے دیا۔ جس شان سے زندگی گزاری اسی شان سے ہم سے رخصت ہوئے اور حضرت کی رحلت پر مجھے تو وہی محمد بن حنفیہ کا قول یاد آتا ہے جو انہوں نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی رحلت کے موقع پر فرمایا کہ ''اس امت کے ربانی کا انتقال ہو گیا''۔

تعزیتی پیغامات

حضرتؒ کے انتقال کی خبر پوری دنیا میں بہت تیزی سے پھیل گئی اور سینکڑوں لوگوں کے میرے پاس فون آئے اس کے علاوہ حضرت کے بھائیوں اور بیٹوں کے پاس علیحدہ پیغامات کا سلسلہ کئی روز جاری رہا۔ سب سے عمدہ تعزیتی پیغام تو وہ تھا تو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے شیخ الحدیث شیخ حامد اکرم دامت برکاتہم نے حضرت قاری احمد میاں صاحب تھانوی دامت برکاتہم کو بھیجا جو اس رسالے کے آخر میں درج ہے۔

اس کے علاوہ ہندوستان سے مفتی خبیب رومی صاحب کا فون حضرت کے صاحبزادے جناب ڈاکٹر مولانا اشرف علی فاروقی صاحب کے پاس آیا تو انہوں نے کہا کہ میرے والد صاحب سے مولانا ابرار الحق صاحب نے فرمایا تھا کہ جب حضرت عباسؓ کا انتقال ہوا تو کسی نے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے اس طرح تعزیت کی کہ:

''آپ کے والد کے انتقال سے اللہ تعالیٰ نے ان کو وہ راحت دیدی جو

آپ انہیں نہیں دے سکتے تھے اور آپ کو وہ اجر دیدیا جو آپ کے والد آپ کو نہیں دے سکتے تھے‘‘

دُعا

اللہ تعالیٰ سے دعا والتجا ہے کہ حضرت مولانا مشرف علی تھانویؒ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ہم سب اولاد کو صبر جمیل نصیب فرمائے اور ان کی دی ہوئی تعلیمات پر ہم سب کو عمل کرنے کی توفیق دے اور حضرت کے فیوض وبرکات تا قیامت جاری فرمائے۔ آمین

محمد منیب صدیقی

۴ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ

تواریخ وفات شیخ الحدیث حضرت مولانا مشرف علی تھانوی قدس سرہ
مہتمم جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ کامران بلاک، اقبال ٹاؤن لاہور

(۱) امام ہمام پندرہ شعبان بروز پیر مدینہ میں وفات پاگئے

۱٦۸ + ٦۸۴ + ۴۲۷ + ۲۰۹ + ۵۳۰ = ۲۰۱۸ء

(۲) علامۂ قابل مشرف علی تھانوی فوت ہوگئے

۲۷۹ + ۱۲۰۲ + ۵۳۷ = ۲۰۱۸ء

(۳) اہل فنا: کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

۱٦۷ + ۱۸۵۱ = ۲۰۱۸ء

(۴) الحاج مولانا کی جنۃ البقیع جوارعثمانؓ میں تدفین ہوئی

۲۰۱ + ۷۵ + ۲۷۱ + ۹۷۱ + ۵۷۵ = ۲۰۱۸ء

(۵) وادیٔ مقصود شیخ الحدیث مرحوم

۲٦۱ + ۱۴٦۳ + ۲۹۴ = ۲۰۱۸ء

(٦) ولقد قال اللہ جل قولہ: حسنت مستقرا ومقاما

۵۱۱ + ۱۵۰۷ = ۲۰۱۸ء

(۷) زبدۂ بزم مولانا مشرف علی جنتی ہوگئے

٦۷ + ۸۵۸ + ۵۱۴ = ۱۴۳۹ھ

(۸) ’’ولربک فاصبر‘‘ ’’فقد فاز فوزاً عظیما‘‘

٦۳۱ + ۱۳۸۷ = ۲۰۱۸ء

(۹) اب کہہ دیا ہے۔ یا ایتھا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک

۵۸ + ۱۳۸۱ = ۱۴۳۹ھ

(۱۰) وقد قال اللہ جل کلامہ: فھو فی عیشۃ راضیۃ

۴۳٦ + ۱۵۸۲ = ۲۰۱۸ء

(۱۱) زاہد نیک مشرف علی ابن مفتی جمیل احمد تھانوی

۹۷ + ۷۳۰ + ۱۱۹۱ = ۲۰۱۸ء

(۱۲) گل جہاں مولانا مشرف علی تھانوی

۱۰۹ + ۱۳۳۰ = ۱۴۳۹ھ

(۱۳) ولی یکتا ناظم مجلس صیانۃ المسلمین

۴۷۷ + ۹۹۱ + ۵۵۰ = ۲۰۱۸ء

(۱۴) سیدی مشرف علی مہتمم جامعہ دار العلوم الاسلامیہ

۸۴ + ۷۳۰ + ۵۲۵ + ۶۷۹ = ۲۰۱۸ء

(۱۵) عارف باللہ محسن ادارہ اشرف التحقیق

۴۱۹ + ۱۵۸ + ۱۴۴۱ = ۲۰۱۸ء

(۱۶) حلیم مزاج خطیب جامعہ دار العلوم الاسلامیہ

۱۳۹ + ۶۲۱ + ۶۷۹ = ۱۴۳۹ھ

(۱۷) امام اہل عرفان خازن وفاق المدارس العربیہ

۵۱۹ + ۶۵۸ + ۸۴۱ = ۲۰۱۸ء

(۱۸) محبوب زمانہ مربی درخانقاہ امدادیہ

۱۶۱ + ۲۵۲ + ۱۰۲۶ = ۱۴۳۹ھ

(۱۹) پُردرد سربراہ خانوادہ تھانوی

۴۱۲ + ۴۶۸ + ۱۱۳۸ = ۲۰۱۸ء

(۲۰) نیک دل عارف ربانی رخصت

۱۱۴ + ۳۵۱ + ۲۶۳ + ۱۲۹۰ = ۲۰۱۸ء

(۲۱) بعون اللہ الواحد۔ خلیل احمد تھانوی

۲۴۴ + ۱۱۹۵ = ۱۴۳۹ھ

کلام حضرت مولانا مشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

ہمیں آباد کردے اب مدینے پاک میں یا رب
مکینِ گنبد خضریٰ کے دَم کا واسطہ تجھ کو

مرے سب اہل خانہ کو وہاں مسکن عطا کردے
ہے پیغمبر کے شہر محترم کا واسطہ تجھ کو

خدا سے عاجزانہ التجا کر ہر گھڑی عارفؔ
دعائیں سن مری یا رب حرم کا واسطہ تجھ کو

☆☆☆

کلام حضرت مولانا مشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

اپنا بھی ہو وطن اسی دربار کے قریب
رہتے ہیں اپنے ہادی ورہبر حرم کے پاس

یارب ترے حبیب کے ہم بھی ہیں امتی
دو گز زمیں ہمیں بھی عطا کر حرم کے پاس

عارفؔ عطا ہو پھر سے مدینے کی حاضری
کھلجائے جاکے اپنا مقدر حرم کے پاس